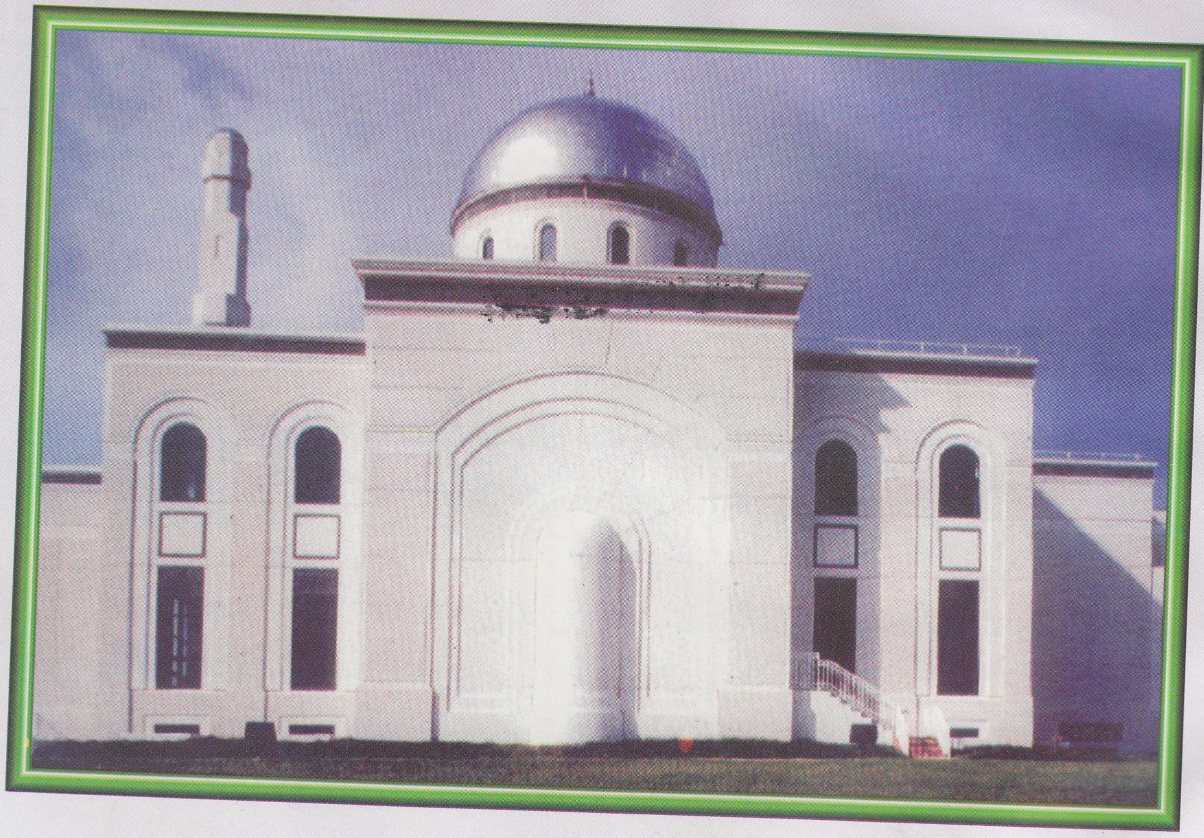
ماہنامہ

انصار اللہ



بیت الرحمٰن واشنگٹن ڈی سی (یو۔ایس۔اے)

جس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۴؍اکتوبر ۱۹۹۴ء کو فرمایا

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

فتح ۱۳۸۱ ہش

دسمبر ۲۰۰۲ء

''میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے''

حضرت اقدس بانی سلسلہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں۔ اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کرسکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں''

(ازالہ اوہام حصہ دوم۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے
ماہنامہ انصار اللہ
ایڈیٹر: نصر اللہ خاں ناصر

فتح ۱۳۸۱ ھش - دسمبر ۲۰۰۲ء
جلد نمبر ------------------------ ۴۳
شمارہ نمبر ------------------------ ۱۲

نائبین: پروفیسر محمد اسلم صابر، جاوید احمد جاوید، ریاض محمود باجوہ

اس شمارہ میں

پبلشر: عبدالمنان کوثر
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)
ڈیزائن و کمپوزنگ: صداقت احمد محمود

شرح چندہ (پاکستان)
سالانہ ---------------- ایک سو روپے
قیمت فی پرچہ ---------------- دس روپے

اداریہ

جلسہ سالانہ --ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ظہور

ایک زمانہ تھا کہ جب سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہؑ گوشۂ گمنامی میں تھے آپ کا نام بھی دنیا کی نگاہوں سے اوجھل تھا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی۔

"لَاتَیْئَسَ مِنْ رُوحِ اللّٰہِ۔ اَلَا اِنَّ رُوْحَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ اَلَا اِنَّ نَصرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ یَا تِیْکَ مِنْ کُلِّ فُجٍّ عَمِیْقٌ۔ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ وَلَاتُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاس۔"

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن ۲۲ صفحہ ۲۶۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے فضل سے نا اُمید مت ہو اور یہ بات سن رکھ کہ اس کا فضل قریب ہے۔ اور ہر ایک راہ سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور وہ راہیں جن پر (چل کر) وہ آئیں گے وہ راہیں (کثرت آمد و رفت سے) گہری ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا تیری مدد وہ کریں گے جن کو ہم وحی کریں گے مگر چاہیئے کہ تو اللہ کے بندوں سے جو تیرے پاس آئیں گے تنگ دلی محسوس نہ کرے اور یہ کہ ان کی کثرت دیکھ کر (ملاقاتوں سے) تھک نہ جائے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اس الہامِ الٰہی کا ذکر براہین احمدیہ حصہ دوم مطبوعہ ۱۸۸۰ء میں بھی کیا ہے۔ حضرت اقدسؑ کی اس پیشگوئی کا ظہور بہت جلد ہوا۔ خصوصاً جب آپ نے جلسہ سالانہ کا اعلان کیا آپ نے اشتہار ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء میں فرمایا۔

''......اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ...... پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۲۱)

اس جلسہ کا ایک اہم مقصد آپؑ نے بیان فرمایا:

''اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زُہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسری کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات میں سرگرمی اختیار کریں۔'' (شہادت القرآن)

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کا وہ Institution ہے۔ جس کے ابتداء سے مقاصد عالیہ پورے ہوتے چلے آئے ہیں اور ہوتے رہیں گے اس پیشگوئی نے ایک گمنام وجود اور گمنام بستی کو شہرہ عالم بنا دیا۔

برصغیر ہند سے یہ آواز مواج سمندروں اور برف پوش پہاڑوں کو پھلانگتی ہوئی دنیا کے کناروں تک پہنچی اور آج دنیا کے اکثر ممالک میں جلسہ سالانہ کا انعقاد اس پیشگوئی کی صداقت کو ثابت کر رہا ہے۔

اب اس شجرہ طیبہ کا پھیلاؤ پاکستان کے سینکڑوں مقامات کے علاوہ دنیا بھر کے پچاس ممالک میں ہو چکا ہے۔ اور پھر عالمی جلسہ سالانہ سے تو کروڑوں انسان اس روحانی مائدہ سے مستفید ہو رہے ہیں۔ ایک عرصہ سے اگرچہ مرکز سلسلہ احمدیہ میں جلسہ سالانہ منعقد نہیں ہو رہا۔ مگر مرکز سلسلہ احمدیہ میں عشاق کے آنے میں تو کوئی روک حائل نہیں۔ چشمِ ما روشن دلِ ماشاد۔ یہاں آنے والے جلسہ سالانہ میں شرکت کا ثواب اور دعاؤں کے مستحق تو ہو سکتے ہیں۔ جو حضرت اقدسؑ نے ان کے لئے جو جلسہ سالانہ پر آنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا سفر اختیار کرتے ہیں یہ دعائیں کی ہیں:

''ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرما دے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتامِ سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشاء یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔''

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۴۲)

خدا کرے کہ ہم حضرت اقدسؑ کی ان دعاؤں کے مستحق ٹھہریں اور جلسہ سالانہ کے مقاصد عالیہ کے ذریعہ اپنے اندر ایک عظیم الشان انقلاب لائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت یابی کے لئے دعا کی تحریک: احباب جماعت دعاؤں اور صدقات کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے اپنے ربِّ کریم کے حضور یہ التجا کریں۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ جَھْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْکِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ کہ اے اللہ! ابتلا کی مشکل سے، بدبختی کی پکڑ سے، تقدیرِ شر سے اور اپنے اوپر دشمنوں کی ہنسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ پھر ہم اس کی برکتوں اور رحمتوں کی وسعتوں کے طالب یہ بھی پکارتے ہیں اَللّٰھُمَّ ابْسُطْ عَلَیْنَا بَرَکَاتِکَ وَرَحْمَتِکَ وَفَضْلِکَ وَرِزْقِکَ کہ اے اللہ ہم پر اپنی برکتوں رحمتوں اور فضلوں اور رزق کے دروازے کھول دے۔ ہم اپنے رب کریم کو اس کی صفات اور پاکیزہ ناموں کا واسطہ دیتے ہوئے بھی پکارتے ہیں کہ اے اللہ تجھے تیرے طاہر و طیب مبارک اور سب سے پیارے نام کا واسطہ کہ جس کا نام لے کر تجھے پکارا جائے تو تُو دعا قبول کرتا ہے اور جب اس نام کے ساتھ تجھ سے مانگا جائے تو تُو عطا کرتا ہے اور جب اس نام کے ساتھ تجھ سے رحمت طلب کی جاتی ہے تو تُو رحم فرماتا ہے اور جب اس نام کے ساتھ مشکل دور کئے جانے کی التجا کی جاتی ہے تو تُو مشکل دور فرماتا ہے...... اے ہمارے ربّ! ہمارے پیارے امام کو کامل شفا اور سلامتی عطا فرما۔ آمین

امام الکلام

جلسہ سالانہ کی غرض و غایت

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام جلسہ سالانہ کی غرض وغائت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''......اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقاتِ اخوت استحکام پذیر ہوں گے......''

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۴۰-۳۴۱)

''اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں......''

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۹۴)

''تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔ اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئیے اور دعا کرنا چاہئیے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو۔ کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئیے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی...... لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔''

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۱)

کلام الامام

''ہوگا وہی جس کا میں نے ارادہ کیا ہے''

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:-

''جلسہ سالانہ کے متعلق حضرت مسیح موعود...... نے پہلے جلسہ سالانہ سے قبل یعنی آج سے ۸۲ سال پہلے جو اشتہار دیئے تھے ان میں بعض بنیادی باتیں بیان فرمائی تھیں۔ ان اشتہاروں میں آپ نے یہ فرمایا تھا کہ یہ بھی ایک جلسہ ہے۔ دنیا میں اس سے ملتے جلتے اور بھی اجتماع میلوں کی شکل میں ہوتے رہتے ہیں جن کو لوگوں نے مختلف اغراض کے لئے جاری کیا ہے مگر یہ نہ ہو کہ آئندہ کسی وقت جماعتِ احمدیہ کے افراد اس جلسہ کو بھی کوئی میلہ سمجھ لیں اور جلسہ میں شامل ہو کر روحانی فائدہ اٹھانے کی بجائے تضییع اوقات کے مرتکب ہوں اور اپنے وقتوں کو ضائع کرنے لگیں......

پس اس وقت ایک کانفرنس کی شکل میں تو ایک اجتماع ہوا تھا لیکن اس جلسہ کی ابھی بنیاد نہیں رکھی گئی تھی (یہ ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۲ء کے درمیانی عرصہ کی بات ہے) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی معہود...... کو یہ اطلاع دی کہ میں اپنے دستِ قدرت سے اس اجتماع کی اینٹ رکھ رہا ہوں اور اپنی جماعت کو ہوشیار کر دو کہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے جو بنیادی اینٹ رکھی جائے اور اس پر جو عمارت بنے اس میں سوائے اللہ کے اور کوئی چیز بسنی نہیں چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے خود جلسہ سالانہ کی بنیادی اینٹ رکھی ہے اور قومیں اس کے لئے تیار کی جارہی ہیں جو اس میں آ کر شامل ہو جائیں گی۔

پھر جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس کے بعد پہلے سال کانفرنس ہوئی تھی (اسے بھی ہم جلسہ ہی کہتے ہیں) جلسہ کی الٰہی اینٹ رکھے جانے کے بعد حقیقتاً جو پہلا اجتماع ہوا وہ ۱۸۹۲ء کا جلسہ ہے...... اس وقت احمدی دوست جو جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے ان کی تعداد سو تک بھی نہیں پہنچتی تھی ان کی تعداد صرف ۷۵ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دعا کروائی کہ اک سے ہزار ہوویں اور اس دعا کو اس رنگ میں بھی قبول کیا کہ آج ۷۵ کے مقابلہ ۷۵ ہزار سے زیادہ احمدی اس جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں (گنتی پر یہ تعداد ایک لاکھ ۲۵ ہزار ثابت ہوئی) اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے، وہ کامل قدرتوں والا ہے۔ اس نے ساری دنیا کو یہ کہا کہ اُٹھو اور میرے اس سلسلہ کو مٹانے کی کوشش کرو اور سارے ساز و سامان اس کے خلاف اکٹھے کر لو لیکن تم کامیاب نہیں ہو گے۔ ہوگا وہی جس کا میں نے ارادہ کیا ہے اور جس کا میں نے اعلان کیا ہے۔''

(جلسہ سالانہ کی دعائیں۔ افتتاحی تقریری جلسہ سالانہ سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب صفحہ ۶۱ تا ۶۳)

عربی منظوم کلام

وَاَرْسَلَنِیْ رَبِّیْ لِاَ صْلَاحِ خَلْقِہٖ فَیَا صَاحِ لَا تَنْطِقْ ھَوًی وَّ تَصَبَّرُ

اور خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں مخلوق کی اصلاح کروں- پس اے میرے صاحب! نفسانی طور پر بات مت کر اور صبر سے میرے کام میں فکر کر

وَ اِنْ اَکُ کَذَّابًا فَکِذْبِیْ یُبِیْدُنِیْ وَ اِنْ اَکُ مِنْ رَّبِّیْ فَمَالَکَ تَھْجُرُ

اور اگر میں جھوٹا ہوں تو میرا جھوٹ مجھے ہلاک کر دے گا اور اگر میں خدا کی طرف سے ہوں پس کیوں تو بیہودہ گوئی کرتا ہے؟

فَذَرْنِیْ وَرَبِّیْ وَانْتَظِرْ سَیْفَ حُکْمِہٖ لِیَقْطَعَ رَاْسِیْ اَوْ قَفَا مَنْ یُّکَفِّرُ

پس مجھے میرے خدا کے ساتھ چھوڑ دے اور اس کے حکم کی تلوار کا منتظر رہ- تا وہ میرا سر کاٹے یا اس کا جو مجھے کافر کہتا ہے-

اَرَی الصَّالِحِیْنَ یُوَفَّقُوْنَ لِطَاعَتِیْ وَ اَمَّا الْغَوِیُّ فَفِی الضَّلَالَۃِ یُقْبَرُ

میں نیک بختوں کو دیکھتا ہوں کہ میری فرمانبرداری کے لئے وہ توفیق دیئے جاتے ہیں- مگر جو ازلی گمراہ ہے وہ گمراہی میں قبر میں جائے گا

وَذَالِکَ خَتْمُ اللّٰہِ مِنْ بَدْوِ فِطْرَۃٍ وَاِنَّ نُقُوْشَ اللّٰہِ لَا تَتَغَیَّرُ

اور یہ ابتدائے پیدائش سے خدا کی مُہر ہے- اور خدا کے نقش متغیر نہیں ہو سکتے-

کَذَالِکَ نُوْرُ الرُّشْدِ مَایُخْطِیءُ الْفَتٰی وَکُلُّ نَخِیْلٍ لَّا مَحَالَۃَ تُثْمِرُ

اسی طرح جس فطرت میں رُشد کا نور ہے وہ اس مرد سے علیحدہ نہیں ہوتا- اور ہر ایک کھجور انجام کار پھل لاتی ہے

وَمَنْ یَّکُ ذَافَضْلٍ فَیُدْرِکْ منقَامَہٗ وَلَوْ فِی شَبَابٍ اَوْ بِوَقْتٍ یُّعَمَّرُ

پس جس کے شامل حال فضلِ الٰہی ہے وہ اپنے مقام کو پالے گا- اگر چہ جوانی میں یا اس وقت کہ جب بوڑھا ہو جائے-

وَیُنْصَرُ مَظْلُوْمٌ بِآخِرِ اَمْرِہٖ وَلَا سِیَّمَا عَبْدٌ مِّنَ اللّٰہِ مُنْذِرُ

اور مظلوم آخر کار مدد دیا جاتا ہے- بالخصوص وہ بندہ جو خدا کی طرف سے ہے-

(اعجاز احمدی- روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۸-۱۲۹)

فارسی منظوم کلام

O

مجمع البحرین علم و معرفت جامع الاسمین ابر و خاورے

وہ علم معرفت کا مجمع البحرین ہے بادل اور آفتاب دونوں ناموں کا جامع ہے

تافت اول بر دیارِ تازیاں تا زیانش را شود درماں گرے

پہلے وہ عرب کے ملک پر چمکا۔ تاکہ اس مُلک کی خرابیوں کا انسداد کرے

بعد ازاں آں نورِ دین و شرعِ پاک شد محیطِ عالمے چوں چنبرے!

بعد ازاں وہ نور اور پاک شریعت تمام عالم پر آسمان کی طرح محیط ہوگئی

خُلق را بخشید از حق کامِ جاں وا رہانیدہ ز کامِ اژدرے

مخلوق کو خدا کی طرف سے مقصد زندگی بخشا اور ایک اژدھے کے منہ سے اسے رہائی دلائی

یک طرف حیراں ازو شاہانِ وقت یک طرف مبہوت ہر دانشورے

ایک طرف شاہانِ وقت اس سے حیران تھے دوسری طرف ہر عقل مند ششدر تھا

نے بعلمش کس رسید و نے بزور در شکستہ کبر ہر متکبرے

نہ اس کے علم تک کوئی پہنچا نہ اس کی طاقت تک۔ اس نے ہر متکبر کے تکبر کو توڑ کر رکھ دیا

اُو چہ مے دارد بمدحِ کس نیاز مدحِ اُو خود فخرِ ہر مدحت گرے

اسے کسی کی تعریف کی کیا حاجت ہے اس کی مدح ہر مدحت گر کے لئے باعث فخر ہے

ہست او در روضہ قدس و جلال و از خیالِ مادحاں بالاترے

وہ پاکیزگی اور جلال کے گلستاں میں متمکن ہے اور تعریف کرنے والوں کے وہم سے بالاتر ہے

(براہین احمدیہ حصہ اول روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۱۹-۲۰)

اسوۂ حسنہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بنی نوع انسان سے محبت

عورتوں سے حسن سلوک اور ہمدردی وشفقت

(۷)

تحریر: نصراللہ خاں ناصر (ایڈیٹر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے قبل عورتوں کو جو حیثیت اور مقام حاصل تھا۔ اس کا مختصر تذکرہ ابتدا مضمون میں کیا گیا ہے یہ امر واقعہ تھا کہ طبقہ نسواں کی کوئی بھی حیثیت، حسن سلوک کی مستحق نہ سمجھی جاتی تھی۔ مگر دین حق نے اسے وہ عزت وعظمت عطا کی جو نہ اسے ماضی میں کبھی دی گئی اور نہ تہذیب جدید نے اسے دی۔ قرآن کریم نے اس طبقہ کو خالق کائنات کا ایسا شاہکار قرار دیا جس سے حسن کائنات کا تصور اُبھرا اور یہ مقام اسے بحیثیت بیوی کے عطا ہوا جس سے زندگی کے مقاصد پایہ تکمیل کو پہنچے۔ اسی کا تذکرہ ذیل کی سطور میں کیا جارہا ہے۔

عورت کا مقام بحیثیت بیوی: قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے بیوی کو جو وقار اور عزت دی گئی ہے۔ کسی اور تہذیب وتمدن نے اسے نہیں دیا۔

○ قرآن کریم نے مرد اور عورت کی تخلیق کا مضمون بیان کرتے ہوئے فرمایا

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْراً وَ نِسَآءً...... (سورة النساء آيت: ۲)

ترجمہ اے لوگو اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔ اور اس سے مردوں اور عورتوں کو (زمین میں) پھیلایا۔

اس آیت کریمہ میں مرد وعورت کی تخلیق کو ایک جان سے قرار دیتے ہوئے ہر دو کو مساویانہ مقام دیا گیا نفس واحدۃ کا نہایت اہم لفظ بیان کر کے ان کی ضروریات اور ان کے حقوق وفرائض کو ایک جیسا قرار دیا ہے۔ یعنی انسانی تہذیب وتمدن اور معاشرہ میں وہ گاڑی کے دو پہیوں کی طرح ہیں اور زندگی کے معاملات دونوں میں یکسانیت کا ہونا ضروری ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں عورت (بیوی) خاوند سے کمتر حیثیت نہیں رکھتی۔

آیت مذکورہ سے یہ بھی واضح ہے کہ ازدواجی زندگی بسر کرنے کے معاہدہ میں ہر دو کو مساویانہ حقوق حاصل ہیں

اور کسی ایک کی ناراضی یا ناپسندیدگی کی بنا پر زندگی گزارنے کا معاہدہ متاثر ہو سکتا ہے۔

○ ازدواجی زندگی کے گزارنے میں مرد و عورت (میاں بیوی) کے مساویانہ حق کا ذکر لباس کے خوبصورت اور حکیمانہ لفظ کے بیان سے کیا گیا ہے۔ چنانچہ سورہ البقرہ ہی میں فرمایا:

"هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔" (آیت: ۱۸۸)

وہ (یعنی بیویاں) تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

لباس جہاں عیوب اور کمزوریوں کو چھپانے اور خوبصورتی کا موجب ہے۔ وہاں لباس بیرونی اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔ لباس جو تہذیب و تمدن کی خوبیوں کو ظاہر کرتا ہے اسی طور پر عورت و مرد ایک دوسرے کی زندگی کے محافظ اور حسن و جمال کے مظہر اور متمدن اور مہذب معاشرہ کے ساتھی بنتے ہیں۔ چنانچہ یہ آیت کریمہ بھی ہر دو کو مساویانہ مقام دیتی ہے اور یہ کہ وہ ایک دوسرے سے ایک جیسی محبت سے پیش آئیں اور ایک دوسرے کی جائز خواہشات کا احترام کریں اگر مرد کو کہیں فوقیت دی گئی ہے تو وہ ان زائد ذمہ داریوں کی وجہ سے جسے وہ ادا کرنے کا اہل ہے۔

○ قرآن کریم نے عورتوں کو مرد کے مساوی حقوق دئے ہیں اور ہر دو اپنی عملی جدوجہد اور ان کے نتائج و ثمرات میں بھی برابر ہیں اور ان کے اعمال کا نتیجہ بھی یکساں نکلنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اِنِّیْ لَا اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی۔ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ" (سورۃ آل عمران آیت: ۱۹۶)

یعنی اے لوگو! میں جو تمہارا خالق و مالک ہوں۔ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ کیونکہ تم بعض بعض سے ہو یعنی ایک ہی نسل سے ہو۔

پھر مرد و عورت کے اعمال صالحہ کا ذکر کرتے ہوئے دونوں کو حیات طیبہ کا وارث قرار دیا فرمایا:

"مَنْ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحاً مِنْ ذَكَرٍ اَوْاُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ○ (سورۃ النحل آیت: ۹۸)

یعنی جس مرد اور عورت نے بھی اچھے کام کئے جو کہ مومن ہے تو ہم اس کو ایک پاکیزہ زندگی دیں گے اور ان کے اچھے اعمال کا انہیں اجر دیں گے۔

سورۃ الاحزاب میں بھی فرمانبردار مومن اور مومنات سچائی پر قدم مارنے والوں، صدقہ کرنے والوں، صبر کرنے والوں، اللہ سے ڈرنے والوں، اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کرنے والوں اور ذکر الٰہی میں مصروف رہنے والوں کے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کیا ہے۔ (سورۃ الاحزاب آیت: ۳۶)

○ خاوند اور بیوی کے باہمی حقوق کے متعلق یہ تعلیم دی گئی ہے۔

"وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ" (سورۃ البقرہ آیت ۲۲۹)

یعنی جس طرح خاوندوں کے بعض حقوق بیویوں کے ذمہ ہیں اسی طرح بیویوں کے بعض حقوق خاوندوں کے ذمہ ہیں۔ قرآن کریم کے ان احکامات میں خاوند اور بیوی پر حقوق وفرائض کے لحاظ سے ایک جیسی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ تاہم کچھ پابندیاں خاوند پر لگائی گئی ہیں اور کچھ بیوی پر اور دونوں اپنی اپنی ذمہ داریوں کے بارہ میں معاشرہ اور خدا کے سامنے جواب دہ ہیں۔ اسی کا ذکر سورۃ النساء کی آیت ۳۵ میں کرتے ہوئے قوام کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ قوام کی جو حیثیت مرد کو دی گئی ہے یہ ایک زائد ذمہ داری ہے جس کا اسے پابند کیا گیا ہے حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"...... مرد کا عورت پر ایک حق زائد بھی ہے کہ مرد عورت کی زندگی کے تمام اقسام آسائش کا متکفل ہو جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَعَلَى الْمَوْلُودِ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ** یعنی یہ بات مردوں کے ذمہ ہے کہ جو عورتوں کو کھانے کے لئے ضرورتیں ہو یا پہننے کے لئے ضرورتیں ہوں کہ سب ان کے لئے مہیا کریں اس سے ظاہر ہے کہ مرد عورت کا مربی اور محسن اور ذمہ دار آسائش کا ٹھہرایا گیا ہے۔" (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۸۸)

حضرت اقدسؑ کے اس ارشاد کے پیش نظر عورت (بیوی) حسن سلوک کا استحقاق رکھتی ہے۔

○ حصول علم کے میدان میں مرد کے ساتھ عورت کو بھی حق دیا گیا چنانچہ حدیث میں ہے کہ "علم کا حاصل کرنا مرد و عورت پر فرض ہے" نیز "علم حاصل کرو خواہ چین میں ہی کیوں نہ ہو" چنانچہ اس طور پر بھی مرد و عورت کی برابری کو تسلیم کیا گیا ہے۔

بیوی سے حسن سلوک کی خصوصی تعلیم: اگرچہ مرد و عورت کو بحیثیت میاں بیوی مساویانہ حقوق دیئے گئے اور ان کی ذمہ داریاں برعایت حالات ایک جیسی ہیں۔ مگر عورت ذات کو بحیثیت بیوی خاص طور پر ترجیح دیتے ہوئے حسن سلوک کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے اور یہ بتایا کہ عورت کو کس قدر عزت و وقار عطا کیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۃ النساء میں ہے:-

"عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ فَإِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا يَّجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۝" (آیت: ۲۰)

یعنی تم اپنی بیویوں کے ساتھ بہت نیک سلوک کرو اور اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو ناپسند بھی کرتا ہو تو پھر بھی یاد رکھو کہ ممکن ہے تم کسی چیز کو پسند نہ کرو مگر خدا نے اس میں تمہارے انجام کے لحاظ سے بہت بڑی خیر مقدر کر رکھی ہو۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"مردوں کے لئے قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ **عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ** یعنی تم اپنی

عورتوں سے ایسے حسن سلوک سے معاشرت کرو کہ یہ ہر ایک عقلمند معلوم کر سکے کہ تم اپنی بیوی سے احسان اور مروّت سے پیش آتے ہو۔'' (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۸۸)

نیز فرمایا کہ ''قرآن حکیم نے مرّوت اور احسان کے سلوک کی یہاں تک تلقین کی ہے کہ اگر بالفرض میاں بیوی میں نبھا نہ ہو سکے اور نوبت علیحدگی تک آ جائے تو اگر مرد اپنی عورت کو مُروّت اور احسان کی رُو سے ایک پہاڑ سونے کا بھی دے تو طلاق کی حالت میں واپس نہ لے'' (ایضاً صفحہ ۲۸۸) یہ عفو، دلداری اور حسن سلوک کی وہ تعلیم ہے جس سے عورت کے ساتھ گزرے ہوئے ایام کو مدّنظر رکھا گیا ہے۔

○ دین حق نے عورت کے وقار اور رضا کے پہلو کو مقدم کرتے ہوئے اس کے فیصلہ کو عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں:۔

''اَنَّ جَارِیَۃً بِکْرًا اَتَتْ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَتْ اَنَّ اَبَاھَا زَوَّجَھَا وَھِیَ کَارِھَۃٌ۔ فَخَیَّرَھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔'' (سنن ابو داود باب فی البکر یزوجھا ابوھا)

(ترجمہ) ایک کنواری لڑکی آنحضرتؐ کے پاس آئی اور بیان کیا کہ اس کے والد نے اس کی شادی کی ہے اور یہ شادی اسے ناپسند ہے۔ پس آنحضرتؐ نے اسے اختیار دیا کہ وہ چاہے تو اس نکاح کو قائم رکھے اور چاہے تو ردّ کر دے۔

○ عورتوں سے حسن سلوک کی تعلیم دیتے ہوئے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وَخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَاءِکُمْ۔'' (ترمذی کتاب النکاح)

حضرت ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں سے خُلق کے لحاظ سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں سے بہترین اور مثالی سلوک کرتا ہے۔

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کے ماحول کو خدا تعالیٰ کی رضا کا رنگ دیا اور ہر دو میاں بیوی کو عبادت میں بھی ایک دوسرے کا ساتھی بنایا۔ اس میں کوئی تفریق پیدا نہ ہونے دی کہ خاوند تو خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرے۔ مگر اس کی بیوی محروم رہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو رات کو اٹھے، نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو اٹھائے اور اگر وہ اٹھنے میں سستی کرے تو اس کے منہ پر پانی چھڑکے تا کہ وہ اٹھ کھڑی ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو اٹھی، نماز پڑھی اور اپنے خاوند کو جگایا اگر اس نے اٹھنے میں سستی کی تو

اس کے چہرے پر پانی چھڑکا تاکہ وہ اٹھ کھڑا ہو۔'' (سنن ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب قیام اللیل)

اس ہدایت میں عورت کے لئے وہی کچھ پسند کیا گیا جو ایک مرد کے لئے پسند کیا۔ یہاں عورت کو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی سے حصہ دلا کر اس کی عظمت کو قائم کیا گیا ہے۔ اس امر کا اظہار حضرت اسماءؓ بنت یزید انصاری کے واقعہ میں بھی ہے جہاں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مَردوں کے مساویانہ سلوک چاہا تاکہ ویسا ہی ثواب انہیں بھی ملے۔ آنحضرتؐ نے حضرت اسماءؓ کی خواہش کو نہایت عمدہ قرار دیا۔ آپ نے خاوند کے گھر کی اچھی نگہداشت کرنے والی کو اسی ثواب کا حقدار قرار دیا جو خاوند کو قومی ذمہ داریاں ادا کرنے پر حاصل ہوتا ہے۔ (أسد الغابة فی معرفة الصحابة)

- حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ'' (بخاری کتاب الانبیاء)

کہ تم عورتوں کی بھلائی اور خیر خواہی کا خیال رکھو۔

- ایک حدیث میں عورت کی ایک کمزوری کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس کی طبیعت میں پسلی کی طرح ٹیڑھا پن ہے۔ اگر اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو توڑ دو گے تم اسے اس کے حال پر ہی رہنے دو گے تو اس کا جو فائدہ ہے وہ تمہیں حاصل ہوتا رہے گا۔ یہاں اگر مرد کی بلند ہمتی اور عالی حوصلگی سے بیوی کے ساتھ برتاؤ کرنے کا حکم ہے تو دوسری طرف نرمی اور اچھے سلوک کی تلقین ہے۔

- حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو اپنی مومنہ بیوی سے نفرت اور بغض نہیں رکھنا چاہیئے اگر اس کی ایک بات اسے ناپسند ہے تو دوسری بات پسندیدہ ہوسکتی ہے۔'' (مسلم کتاب النکاح)

- حضرت معاویہ بن حیدہؓ سے روایت ہے کہ

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال پر کہ بیوی کا حق خاوند پر کیا ہے فرمایا جو تو کھاتا ہے اس کو کھلا جو تو پہنتا ہے اس کو پہنا وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّافِی الْبَیْتِ۔'' کہ اس کے چہرے پر نہ مار اور نہ اس کو بدصورت بنا (اس کی غلطی کی وجہ سے) اگر تجھے اس سے الگ رہنا پڑے تو اسی گھر میں ایسا کر۔ (سنن ابوداؤد کتاب النکاح)

یہاں پر یہ تنبیہہ کی گئی ہے کہ چہرہ جو عورت کا حسن ہے۔ اسے مضروب کرنے سے مرد کی حقارت اور تکبر کی روش ظاہر ہوتی ہے اور یوں بھی چہرہ جسم کا وہ نازک حصہ ہے جہاں آنکھ ناک کان اور دانت پر ضرب لگ سکتی ہے جس سے وہ بدصورت ہوگی۔ (ایسے ہی اس کے جسم کے دوسرے نازک حصے بھی ہیں ان کا خیال نہ رکھنا اس کے لئے شدید اذیت کا

موجب بن سکتا ہے) یہاں پر یہ بھی ہدایت فرمائی کہ خاوند کا جو بھی ردعمل ہو وہ اسی گھر میں ہو۔ نہ خود گھر سے جائے اور نہ اس کو گھر سے نکالے اسی میں عورت کی عزت و وقار ہے۔

○ اگر بامر مجبوری میاں اور بیوی میں مناقشت اس حد تک پیدا ہو جائے کہ ان کا میاں بیوی کی حیثیت سے گزر بسر نہ ہو سکتا ہو تو ایسی صورت میں معاشرتی امن و سکون قائم رکھنے کی خاطر علیحدگی ہوتی ہے۔ مگر اسے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ قرار دیا کہ اللہ کے نزدیک طلاق ناپسندیدہ فعل ہے۔ اس علیحدگی کی صورت میں خواہ وہ طلاق سے ہو یا خلع کی صورت میں تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَان کی تعلیم دی گئی ہے (سنن ابوداؤد و ترمذی کتاب الطلاق) چنانچہ اس علیحدگی میں بھی احسان اور حسن سلوک کے پہلو کو مقدم کیا ہے۔

آنحضرتؐ کا ازواج مطہرات سے حسن سلوک: قرآن کریم اور آنحضرتؐ نے عورت (بیوی) کے ساتھ جس حسن سلوک اور ہمدردی اور شفقت کی تعلیم دی ہے وہی آپ کا اسوہ حسنہ ہے آپ کا ازواجِ مطہرات کے ساتھ نہایت اچھا سلوک تھا نہایت بردباری اور بلند حوصلگی کے ساتھ ان سے ایک خوشگوار زندگی بسر فرماتے رہے اور ایک ناصح کی حیثیت سے بھی نہایت نرم اور حکیمانہ رنگ میں اصلاح فرماتے آنحضرتؐ کی حیات مقدسہ میں ازواجِ مطہرات کے ساتھ دلجوئی میں ہمدردی و شفقت اور حسن سلوک کی بکثرت مثالیں نظر آتی ہیں جو ہماری عائلی زندگی کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

(۱) ایک بار حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے حضرت صفیہؓ کو طعنہ دیا کہ ہم تم سے افضل ہیں کیونکہ ہم آنحضرتؐ کے خاندان سے ہیں اس پر حضرت صفیہؓ رونے لگیں آنحضرتؐ کو جب پتہ چلا تو آپ نے حضرت صفیہؓ کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا۔ صفیہؓ وہ تمہارا کیسے مقابلہ کر سکتی ہیں تم نبی کی بیٹی، نبی کی بھتیجی اور نبی کی بیوی اور تمہارے والد یعنی جد امجد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں تمہارے چچا حضرت ہارونؑ اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے شوہر ہیں تمہارا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔ حضورؐ کی طرف سے اس دلجوئی سے حضرت صفیہؓ بہت خوش ہوئیں۔

(۲) حضرت جویریہؓ قبیلہ بنو مطلق کے سردار کی بیٹی تھیں۔ ایک جنگ میں اس قبیلہ کے افراد غلام بن کر آئے۔ حضرت جویریہؓ کی ممتاز حیثیت کے پیش نظر انہیں آزاد کر کے آنحضرتؐ نے ان سے نکاح کر لیا جس کے نتیجہ میں آپؐ نے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ تجویز خود حضرت جویریہؓ نے حضور کی خدمت میں پیش فرمائی اور آپؐ نے اسے قبول فرمایا۔

اس واقعہ میں بیوی سے قرابت داری اور حسن معاشرت کی بناء پر حسن سلوک کی شاندار مثال پائی جاتی ہے۔

(۳) حضرت خدیجہؓ وہ مبارک خاتون تھیں جو آنحضرتؐ کے عقدِ زوجیت میں سب سے پہلے آئیں۔ وہ حضورؐ کے نکاح میں آنے کے بعد ایک لمبا عرصہ زندہ رہیں۔ بعد میں کئی عالی نسب خواتینِ مبارکہ آپ کے عقد میں آئیں۔ مگر حضور اقدسؐ

ان یادوں کو کبھی نہیں بھولے جو حضرت خدیجہؓ سے وابستہ تھیں۔ بڑی کثرت کے ساتھ ان کا ذکر خیر کرتے جب گھر میں قربانی ہوتی تو آپ قربانی کا گوشت حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو بھی تحفۃً بھیجا کرتے۔

○ حسن سلوک کی ایک اور اعلیٰ درجہ کی مثال حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوہ مبارکہ میں ملتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا:

''كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ وَغُلَامٌ اَسْوَدُ يُقَالُ لَهٗ اَنْجَشَةُ يَحْدُوْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ يَا اَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيْرِ۔'' (مسلم کتاب الفضائل باب فی رحمة النبیؐ للنساء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں جا رہے تھے اور ایک سیاہ رنگ کا غلام جس کا نام اَنجشہ تھا حُدی خوانی کر رہا تھا اور اس (حُدی خوانی کی) وجہ سے اونٹ تیز چلنے لگے تھے۔ اس پر حضور نے فرمایا اے اَنجشہ! ذرا ٹھہر کر اور آہستہ سے حُدی خوانی کرو کہ اونٹ تیز نہ چلیں کیونکہ اونٹوں پر شیشے اور آبگینے ہیں یعنی نازک مزاج عورتیں سوار ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گھبرانے لگیں اور ان کا نازک دل خوف محسوس کرے۔

○ حضرت انس بن مالکؓ سے اسی نوعیت کی ایک اور روایت ہے کہ غزوہ عُسفان سے واپسی پر ہم حضورؐ کے ہمراہ تھے۔ حضورؐ کے پیچھے اونٹنی پر حضرت صفیہؓ بیٹھی ہوئی تھیں اونٹنی کے ٹھوکر کھانے کی وجہ سے دونوں گر پڑے۔ ابوطلحہؓ حضورؐ کو سہارا دینے کے لئے آئے۔ حضورؐ نے فرمایا ''عَلَيْكَ الْمَرْءَةَ فَقَلَبَ ثَوْباً عَلٰى وَجْهِهٖ وَاَتَاهَا فَاَلْقَاهَا عَلَيْهَا وَ اَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا فَرَكِبَا'' یعنی عورت کا خیال کرو۔ ابوطلحہ یہ سن کر منہ پر کپڑا ڈال کر حضرت صفیہؓ کے پاس آئے اور ان پر کپڑا ڈال دیا۔ پھر ان دونوں کے لئے سواری کو درست کیا (چنانچہ) حضورؐ اور حضرت صفیہؓ اس پر سوار ہو گئے۔'' (بخاری کتاب الجہاد)

مذکورہ واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے ظاہر ہے کہ آپ کو اپنے گرنے کی اتنی فکر نہ تھی جس قدر حضرت صفیہؓ کے گرنے کی تشویش تھی۔ چنانچہ حضور کے اس فکر و تشویش سے عورت ذات کی ہمدردی کا اظہار ہوتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے بارہ میں جہاں حسن سلوک کی تعلیم دی آپؐ نے نہایت شاندار مثالیں بھی قائم کیں لاکھوں سلام ہوں اس مقدس رسول اور محسن اعظمؐ پر جس نے عورتوں کے کمزور طبقہ سے ہمدردی اور شفقت کی تعلیم دی اور انہیں ایک باوقار مقام عظمت عطا کیا۔ (جاری)

تصحیح: ماہ نومبر کے ٹائٹل صفحہ پر کینیڈا کے مرکز کی تصویر تھی۔ ''بیت الرحمٰن''، واشنگٹن کی تصویر شمارہ ہذا ماہ دسمبر ۲۰۰۲ء میں دی جا رہی ہے۔

باب اور بہاء اللہ کے دعویٰ کی اصلیت

(۲)

از: مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب

گزشتہ مضمون میں دو امور کا خاص طور پر ذکر کیا گیا تھا۔

(۱) بہائی قلمکار جس قسم کی ہیرا پھیریاں کرنے کے عادی ہیں۔

(۲) علی محمد باب کا دعویٰ مہدویت کسی پہلو سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔

ان دونوں امور کے بارے میں کسی قدر تفصیل قارئین کی خدمت میں پیش ہے

جہاں تک بہائی قلمکاروں کی پیشہ ورانہ کارستانیوں کا تعلق ہے اس کی ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو۔

بہائی مضمون نگار نے حضرت نعمت اللہ ولیؒ کے تحریر فرمودہ کتابچہ ''الاربعین فی احوال المھدیین'' سے احادیث نقل کی ہیں ان میں کتاب مذکور کے صفحہ ۳۰ کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے جو کتاب میں ہرگز موجود نہیں۔ اگر کتاب اربعین سے مضمون نگار حدیثیں نقل کر رہے تھے۔ ایک ایسی حدیث جو کتاب میں موجود نہیں ان کی فہرست میں کیسے شامل ہوگئی سوائے اس کے کہ قلم کار کی نیت کا فتور ہو بہائی مضمون نگار بڑے دعاوی تو کرتے ہیں لیکن اگر معیار تحریروں کا ایسا ہی ہو تو ایسے دعاوی کا کیا اعتبار رہ سکتا ہے۔

اسی طرح بہائی مضمون نگار نے اپنے کتابچہ میں صفحہ ۶۰ پر حوالہ جات کی ایک فہرست دی ہے اور اس میں بہائیوں کی کتاب سورۃ الملوک کے حوالے سے دو ایسی عبارتیں درج کی ہیں جو اس کتاب میں سے مفقود ہیں۔ یہ عبارتیں فہرست میں نمبر ۱۰ اور ۱۱ کے تحت درج کی ہیں لیکن اصل کتاب میں موجود نہیں کیا بہائی قلمکار بتا سکتے ہیں کہ اس صریحاً غلط بیانی کے اختیار کرنے پر کیوں مجبور ہوئے یا افتادِ طبع ہی ایسی پائی ہے۔

تیسری مثال صفحہ ۵۹ پر نمبر ۱۳ کے تحت ایک حوالہ جماعت احمدیہ کی کتاب تذکرہ صفحہ ۵۴۵ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے جو سراسر جعلی اور فرضی ہے عربی الفاظ توحیدی وتفریدی کی جگہ مضمون نگار نے لکھ دیا ہے'' بروزی'' جو صریحاً غلط بیانی ہے۔

چوتھی مثال ایسی ہے کہ حیرت ہوتی ہے اس قوت استدلال پر کہ کیونکر اس عبارت سے مہدویت کا دعویٰ ثابت کیا جاتا ہے؟ ملاحظہ کیجئے۔ ایک اور بہائی قلمکار لکھتا ہے۔

۲۲ رمئی کی مبارک شام تھی۔ جب سورج غروب ہوئے دو گھنٹے ۱۱ منٹ گزر چکے تھے......

نوجوان سید نے جس کا نام سید علی محمد تھا - امام مہدی اور قائم آل محمد ہونے کا دعویٰ کیا اور فرمایا کہ
''میرا آسمانی لقب باب اللہ ہے - میں نقطہ اولی ہوں اور ایک عظیم الشان ظہور یعنی ظہورِ اعظم الٰہی کا مبشر ہوں جو ابھی پردہ جلال میں مخفی ہے -'' (آفتاب تازہ صفحہ ۴-۵)

سوال یہ ہے کہ اس کا دعویٰ تو امام مہدی ہونے کا پیش کر رہے ہیں لیکن جو عبارت باب کی طرف منسوب کی گئی ہے اس میں تو امام مہدی ہونے کا کوئی ذکر نہیں - اب ایسی روایتوں سے تو باب مہدی بننے سے رہے -

اسی طرح جماعت احمدیہ کی کتب سے حوالے درج کرتے وقت اصل الفاظ کی بجائے اپنے الفاظ میں اپنے مفہوم کو سمو دیتے ہیں اور یہ کرتوت اکثر جگہ کیا گیا ہے - کیا بہائیوں کے مزعومہ اور خود ساختہ مہدی نے ان کو ایسی تعلیم و تربیت دی ہے اور کیا ایسے حربوں سے باب کی مہدویت کو ثابت کیا جاسکتا ہے؟

یہ حقیقت پوری طرح عیاں ہے کہ امت مسلمہ کے لٹریچر میں امام مہدی کی شخصیت، ظہور، کردار اور نتائج کے بارے میں لامحدود مواد موجود ہے اور یہ مواد آپس میں کئی پہلوؤں سے باہم متضاد بھی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پورے مواد کے معیار پر کسی بھی مہدی کا سو فیصدی پورا اترنا ممکن نہیں اور ایسے حالات میں امت مسلمہ کو صحیح نتیجہ پر پہنچانے کی خاطر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا دوٹوک اور حتمی نشان بیان فرما دیا تھا جو سچے مہدی کی شناخت میں ہر قسم کے شکوک کو کلیۃً ختم کر دے اور اس نشان کا تعلق کسی انسان کے اختیار یا پسند، ناپسند سے نہیں بلکہ اس کا تعلق کلیۃً خدائے قادر و توانا کے ساتھ ہے جو جھوٹے کو اس کے انجام تک پہنچاتا ہے اور سچے کی تائید و نصرت فرماتا ہے یہ نشان فرمان نبویؐ کے مطابق حسب ذیل الفاظ میں معروف اور مسلّم ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"انا لمهدینا ایتین لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض - ینخسف القمر لاوّل لیلة من رمضان وینکسف الشمس فی النّصف منه" (مسند دار قطنی)

ترجمہ: ہمارے مہدی کی ''دین حق کی خدمت و تائید کرنے والا نہ کہ اسے منسوخ کرنے والا'' دو علامتیں ہیں جو بطور نشان آج تک کسی مدعی کے حق میں بیان نہیں ہوئیں - اول - گرہن کی راتوں میں پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور سورج گرہن کے دنوں میں درمیانے دن کو گرہن ہوگا -

یہ امر ساری دنیا پر عیاں اور مسلّم ہے کہ چاند اور سورج گرہن کی تاریخیں ہمیشہ سے قدرت کی طرف سے مقررہ ہیں اور ان معین تاریخوں کے خلاف انسانی تاریخ میں چاند سورج گرہن کے وقوع کی کوئی مثال نہیں ملتی - یعنی چاند کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخیں اور سورج کی ۲۷، ۲۸، ۲۹ تاریخیں -

بہائی قلمکار باب کی مہدویت کے لئے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے آسمانی نشان پر اپنی سوچوں کی بنیاد کیوں نہیں رکھتے؟ صاف ظاہر ہے کہ باب بیچارے کی مہدویت آسمانی تائید و نصرت سے محروم اور

قلمکاروں کی فرضی اور جعلی مہدویت ہے۔

قصیدہ حضرت نعمت اللہ ولیؒ میں سورج و چاند گرہن کا واضح ذکر موجود ہے لیکن بہائی قلمکاروں کی نگاہ اس شعر پر پہنچ کر کام کرنا چھوڑ دیتی ہے حضرت نعمت اللہ ولیؒ فرماتے ہیں:

ماہ را رُوسیاہ می نگرم　　　مہر را دل فگار می بینم

اس شعر کا مضمون مندرجہ بالا حدیث نبوی کا ہی ترجمہ ٹھہرتا ہے اگر باب کا دعویٰ مہدویت ہوتا اور خدا کی طرف سے امام مہدی کے مرتبہ پر فائز کیے گئے ہوتے تو مخبر صادق پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ آسمانی نشان کو اللہ تعالیٰ ضرور ظاہر فرماتا۔ لیکن باب کے لئے نہ یہ آسمانی نشان ظاہر ہوا نہ بطور مہدی خدائی تائید و حفاظت انہیں نصیب ہوئی اور نہ ہی ان کا دعویٰ مہدویت تھا۔ بلکہ جیسا پہلے بیان ہو چکا ہے بہاء اللہ نے باب کی سادگی سے فائدہ اٹھا کر اپنے مقاصد کو پورے کرنے کی کاوش کی ہے اور اپنے اس مذموم ارادہ کو پورا کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے ہیں کہ شریعت اسلامیہ کو منسوخ کر دیں۔ سوال یہ ہے کہ:

(۱)　قرآن کریم کی شریعت میں کون سی کمی تھی کہ بابیت کے بانی کو اسے منسوخ قرار دینا ضروری تھا۔

(۲)　قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دے کر باب کی کتاب ''البیان'' میں کیا نئی اور نادر چیز پیش کی گئی جو قرآنی حقائق و معارف سے بلند و بالا تھی۔

(۳)　اگر البیان کے اندر کسی بھی قسم کی کوئی خوبی تھی جس کے تحت قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیا گیا تو اس خوبی یا سچائی کو بہاء اللہ نے موقع ملتے ہی کیوں ہمیشہ کے لئے منسوخ کر دیا۔

بہائی مضمون نگار اس حقیقت کی طرف کیوں نہیں آتے اور فرضی روایتیں بنا کر کیوں اپنا اور قارئین کا وقت ضائع کرتے ہیں۔ پس بہائی قلمکاروں کو چاہیے کہ قلمی ہیرا پھیریاں چھوڑ دیں اور باب بچارے کو مقام مہدویت پر جس کا انہوں نے دعویٰ کیا ہی نہیں فائز کرنے کی ناکام کوشش نہ کریں۔　　(جاری ہے)

مجلس انصار اللہ پاکستان کی دوسری سالانہ علمی ریلی

مجلس انصار اللہ پاکستان کے زیر اہتمام دوسری سالانہ علمی ریلی مورخہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ دسمبر ۲۰۰۲ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہوگی۔ جس میں تلاوت، حفظِ قرآن (پارہ ۳۰)، نظم خوانی، مقابلہ تقریر، مقابلہ فی البدیہہ تقریر، مطالعہ کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور مقابلہ عام دینی معلومات (Quiz) منعقد ہوں گے۔ ہر ضلع / ہر زعامت ہائے علیاء سے کم از کم ایک نمائندہ ضرور بھجوائیں۔

(قائدِ تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

حقیقت

بہارِ ہستی میں ہم تو جیسے کھِلا کئے ہیں کھِلا کریں گے
جو مٹنے والے ہیں اس چمن میں مٹا کئے ہیں، مٹا کریں گے

وُہ اور ہوں گے جو سیلِ دریا میں ڈُوب مَرنے کی ٹھان بیٹھے
ہم ایسی مَوجوں کی کشمکش میں بڑھا کئے ہیں بڑھا کریں گے

ہزار شعلے کرے فراہم، یہ دَہر برق و شرار بن کر
ہمارے اَشکوں سے جو بھی اُلجھے بجھا کئے ہیں بجھا کریں گے

ہمیں زمانے میں کیا ڈرائیں گی، خارزاروں کی تیز نوکیں
ہم ایسی راہوں پہ مُسکرا کر چلا کئے ہیں چلا کریں گے

عُدو جو چاہے تو آزمالے، یہ دل پڑا ہے یہ جاں پڑی ہے
کہ ہم فنا کا شکار ہو کر جیا کئے ہیں جیا کریں گے

اَزل سے اہلِ جنوں کی باتیں اگرچہ مصلحؔ ہیں بارِ محفل
مگر جو دل میں کھٹک رہی ہے کہا کئے ہیں کہا کریں گے

مولانا مصلحؔ الدین راجیکی

حضرت خلیفہ نورالدین صاحب جمونی......

ایک باکمال استاد کے شاگردِ رشید

از: مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی رفقا میں حضرت خلیفہ نورالدین صاحب جمونی کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ جنہیں قبول احمدیت سے قبل ہی حضرت اقدس سے تعارف حاصل تھا۔ آپ کو سلسلہ احمدیہ میں آنے کے بعد تاریخی خدمات کی توفیق ملی۔

ولادت و تعلیم: حضرت خلیفہ نورالدین جمونی کے والد کا نام معظم الدین تھا جو جلال پور جٹاں ضلع گجرات کے امام مسجد تھے۔ جب وہ اہل حدیث ہوئے تو انہوں نے اپنا نام معظم الدین سے تبدیل کر کے محمد عبداللہ رکھ لیا۔ آپ کے والد ایک بڑے عالم اور بزرگ انسان تھے۔ اور جوانی سے کتب دینیہ جمع کرتے رہتے تھے کہ میرا لڑکا ہوگا تو وہ ان کو پڑھے گا۔

آپ کا سن ولادت ۵۲-۱۸۵۱ء ہے۔ پانچ چھ سال کی عمر میں قرآن مجید، معمولی مسائل اور صرف ونحو کی ابتدائی تعلیم والد صاحب سے حاصل کی۔ بعد میں مضافات میں جہاں کہیں کسی مشہور عالم کا پتہ چلتا وہاں جا کر عربی، فارسی، فقہ اور حدیث کا علم حاصل کرتے رہے۔

آپ نے ابتدائی عمر میں مولوی غلام رسول صاحب ساکن قلعہ میاں لنگے (المعروف مولوی قلعہ والے) کی بیعت کر لی۔ (۱) والد صاحب نے آپ کو حصول تعلیم کیلئے پہلے سہارنپور بھیجا پھر حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کے پاس بھیرہ بھجوایا۔

آپ ابتدا سے ہی سعید فطرت وجود تھے اور صاف باطن اور صاحب کشف رویاء تھے آپ بیان کرتے ہیں۔

''میں ابتدائے جوانی میں گجرات میں رہتا تھا اور اس وقت فرقہ اہل حدیث کا ابتدائی چرچا تھا اور عام مسلمانوں میں اس کی سخت مخالفت تھی۔ ان کی باتیں معقول پا کر میں بھی اہل حدیث میں شامل ہو گیا۔ ایک دفعہ سیال شریف جاتے ہوئے راستہ میں بھیرہ میں مولوی سلطان احمد صاحب مرحوم سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ذکر کیا کہ میرا بھائی نورالدین نام مکہ میں حدیث پڑھ رہا ہے اس طرح پہلی دفعہ میں نے حضرت مولوی نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاول) کا حال سنا'' (۲)

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کی شاگردی: جب حضرت مولانا نورالدین صاحب کے مکہ سے واپس آنے کا علم ہوا تو آپ پیدل ہی بھیرہ روانہ ہو گئے اور حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

''حضرت مولوی صاحب نے حکیم فضل دین صاحب اور دیگر اہل حدیثوں سے فرمایا کہ یہ ایک اور اہل حدیث آیا ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے مجھے اہل حدیثوں کی مسجد (حکیماں والی مسجد) کا امام مقرر کر دیا اور حضرت مولوی صاحب نے میرا کھانا اپنے گھر پر مقرر کیا۔ مولوی صاحب مجھے خود حدیث پڑھاتے تھے لیکن پڑھائی کے دوران میں بہت سے مریض آ جاتے۔ حضرت مولوی صاحب ایک دو حدیثیں پڑھانے کے بعد مجھے نسخے لکھوانے لگ جاتے اور پھر فرماتے ان کو یہ دوائیاں بانٹ دو۔ دوائیوں کی تقسیم کے بعد مولوی صاحب پھر پڑھانا شروع کر دیتے۔ اس اثناء میں اور مریض آ جاتے۔ تو پھر نسخے لکھنے اور دوائیوں کی تقسیم کا کام شروع ہو جاتا۔ غرضیکہ مریضوں کے ہر گروہ کے وقفہ کے درمیان ایک دو حدیث کی پڑھائی ہوتی۔ اس اثناء میں ایک بار منشی جمال الدین صاحب نے حضرت مولوی صاحب کو بھوپال آنے کے لئے لکھا۔ مولوی صاحب بھوپال میں مقیم ہونے کے ارادہ سے بھیرہ سے روانہ ہوئے اور مجھے بھی لاہور تک ساتھ لائے۔ لاہور پہنچ کر فرمایا کہ بھوپال میں آپ کو بھی بلوا لیں گے اتنی دیر آپ یہیں ٹھہریں۔ لیکن اسی اثنا میں مولوی صاحب کے بڑے بھائی مولوی سلطان احمد صاحب فوت ہو گئے۔ اس لئے مولوی صاحب کو واپس آنا پڑا۔ مولوی صاحب نے لاہور پہنچ کر مجھے فرمایا کہ بھیرہ چلو۔ میں نے عرض کیا کہ میں اب یہاں پر مدرسہ میں باقاعدہ تعلیم حاصل کر رہا ہوں لیکن مولوی صاحب اصرار کر کے مجھے بھیرہ واپس ساتھ لے گئے اور فرمایا کہ ہم آپ کو طب اور حدیث خود پڑھائیں گے پھر میں ہمراہ ہو لیا اور حسب سابق تعلیم کا سلسلہ جاری ہو گیا۔''

بھیرہ میں قیام: قریباً دس بارہ سال حضرت مولوی صاحب کے پاس رہا آپ کے گھر کے ایک فرد کی حیثیت سے رہا اور حضور کے بچوں کی تعلیم و پرورش میں امداد کرتا رہا۔ ادویات کی کوٹ چھان کی نگرانی مریضوں کے نسخے لکھنے اور پھر نسخوں کی تیاری اور تقسیم کا کام سب میرے سپرد تھا۔ (۳)

بھیرہ میں ہی حضرت مولوی صاحب نے آپ کی شادی کروا دی اور جب حضرت مولوی صاحب ریاست جموں میں شاہی طبیب کے طور پر تشریف لے گئے تو آپ بھی ان کے ساتھ جموں آ گئے۔

خلیفہ کے لقب سے ملقب ہونا: آپ کو خلیفہ کا لقب کیسے ملا آپ بیان کرتے ہیں:

''جموں میں جس مکان میں ہم رہتے تھے وہ محلات شاہی کے سامنے تھوڑی دور تھا۔ میں اپنے مکان کے باغ میں ایک طرف اذان دیا کرتا تھا اور خاکسار و مولوی صاحب نماز باجماعت ادا کیا کرتے تھے اس جگہ بھی مولوی صاحب نے مجھے امام مقرر کر رکھا تھا۔ ان دنوں ریاست جموں و کشمیر میں اذان کی بندش تھی اور اذان دینے والے کے لئے سخت سزا مقرر تھی۔

ایک دن میں نے جوش میں آ کراذان بلند آواز سے کہہ دی- تو مہاراجہ صاحب نے حضرت مولوی صاحب کو بلا بھیجا اور کہا دیکھئے مولوی صاحب آپ کے خلیفہ نے اذان کہی ہے- اس اذان میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے الفاظ آتے ہیں کیاان کا مطلب یہی ہے کہ آ کر نماز پڑھو؟

مولوی صاحب نے فرمایا- کہ یہ مطلب صحیح ہے مہاراجہ صاحب نے فرمایا کہ دیکھئے مولوی صاحب پھر یہ خدا کا حکم ہے نا کہ نماز کی طرف آؤ- مولوی صاحب نے اثبات میں جواب دیا- مہاراجہ نے کہا کہ جو خدا کا حکم سن کر نماز پڑھنے نہ آئے تو وہ بہت ہی گنہگار ہے- مولوی صاحب نے فرمایا کہ سرکار بالکل درست ہے مہاراجہ صاحب نے کہا کہ ہماری رعایا غریب اور کمزور ہے اب اگر خدا کا یہ حکم سن کر وہ نماز نہیں پڑھے گی تو اس نافرمانی کی وجہ سے ان پر خدا کا عذاب نازل ہو گا- اس لئے ہم نے اذان دینا ہی بند کر رکھا ہے حضرت مولوی صاحب نے واپس آ کر مجھے یہ واقعہ بتلایا اور کہا کہ دیکھو کس طریقہ سے اذان کی بندش کے لئے ہمیں کہا ہے- اس روز کے بعد سے حضرت مولوی صاحب اور دیگر احباب نے مجھے ''خلیفہ'' کے لقب سے ملقب کرنا شروع کر دیا- اس سے پہلے مجھے کوئی خلیفہ نہیں کہتا تھا-'' (۴)

ملازمت کرنا: میں ایک دفعہ جموں سے پیدل براستہ پنجاب کشمیر گیا راستہ میں مَیں نے گجرات کے قریب ایک جنگل میں نماز پڑھ کر اللھم انی اعوذ بک من الھم والحزن والی دعا نہایت زاری سے پڑھی اس کے بعد کوئی خاص کاروبار نہ کرنے کے باوجود غیب سے ہزاروں روپے میرے پاس آئے ...... مجھے حضرت مولوی صاحب نے عربی، فارسی کا ترجمان بھی مقرر فرمایا (۵) آپ نے کچھ وقت سری نگر میں مردم شماری کے محکمہ میں بھی ملازمت کی تھی اس لئے آپ شہر کے کونہ کونہ سے واقف تھے-

امام مہدی کا انتظار: جب بھی کوئی عالم دین فوت ہوتا تو حضرت مولوی صاحب مجھے بتایا کرتے تھے کہ آج فلاں عالم فوت ہو گئے- فلاں بزرگ فوت ہو گئے تو میں کہا کرتا تھا کہ آپ مرنے کی خبریں تو دیتے ہیں مگر کسی نیک یا بزرگ کے پیدا ہونے کی خبر نہیں دیتے- تو ایک دن مولوی صاحب بہت خوش خوش تشریف لائے اور مجھے مخاطب کر کے فرمانے لگے کہ تم ہمیشہ کہتے تھے کہ آپ عالموں اور بزرگوں کے مرنے کی اطلاع دیتے ہیں کسی عالم کے پیدا ہونے کی خبر نہیں دیتے- تو میں تمہیں آج ایک عالم کے پیدا ہونے کی خبر سناتا ہوں کہ قادیان میں ایک نیک اور عالم شخص پیدا ہوا ہے جو (دین) کے دفاع میں لٹریچر شائع کر رہا ہے اس کی سربلندی کے لئے کوشاں ہے-

حضرت مولوی نورالدین صاحب کا ایک رؤیا: ۱۸۸۵ء میں جب حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب حضرت اقدس کی زیارت سے فیض یاب ہونے کے لئے قادیان پہنچے تو سیر کے دوران آپ نے اپنا ایک رویاء حضرت اقدس کو سنایا جس میں خلیفہ نورالدین صاحب کا بھی ذکر ہے- حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں-

''رستے میں مَیں نے اپنا ایک رؤیا بیان کیا جس میں مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا تھا کہ کیا حضرت ابوہریرہؓ کو آپ کی احادیث بہت کثرت سے یاد تھیں؟ اور کیا وہ آپ کی باتوں کو ایک زمانہ بعید تک نہیں بھولا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا کیا کوئی تدبیر ہو سکتی ہے کہ جس سے آپ کی حدیث نہ بھولے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ قرآن شریف کی ایک آیت ہے جو میں تمہیں کان میں بتا دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اپنا منہ مبارک میرے کان کی طرف جھکا دیا اور دوسری طرف معاً ایک شخص نورالدین نام میرے شاگرد نے مجھے بیدار کر دیا اور کہا ظہر کا وقت ہے آپ اٹھیں۔'' (۶)

حج کی سعادت پانا: جن دنوں میں جموں میں تھا تو میرے پاس کچھ روپے جمع ہو گئے اور میں حج کے لئے گیا اور اپنے خرچ پر ایک اور شخص کو جو پہلے حج کر آیا تھا بطور رہنما کے ہمراہ لے گیا۔ جب میں نے حج کیا تو گرمیوں کے دن تھے اور میں کعبہ کے صحن میں سویا کرتا تھا۔ آپ نے جوانی میں حج کیا مگر حاجی نہیں کہلوائے۔ (۷)

حضرت اقدس سے ابتدائی تعلق: حضرت اقدس جب حضرت مولوی صاحب کی عیادت کے سلسلہ میں جموں تشریف لے گئے تو آپ کے کمرہ میں حضرت اقدس نے قیام فرمایا۔ یہ واقعہ اندازاً ۷ جنوری ۱۸۸۸ء کا ہے۔

قبول احمدیت: حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو بمقام لدھیانہ سب سے پہلے بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ حضرت مولوی صاحب نے آپ کو کہا کہ عبدالواحد غزنوی ابن حضرت مولوی عبداللہ غزنوی صاحب (جو حضرت مولوی صاحب کے داماد تھے) کو سمجھائیں آپ ان کو ایک سال تک سمجھاتے رہے مگر وہ اس طرف نہ آئے آخر آپ نے قادیان پہنچ کر ۲۷ ردسمبر ۱۸۹۱ء کو بیعت کر لی (۸)

(۱) پہلے جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء میں (جس میں صرف ۷۵ افراد شامل تھے) آپ بھی شامل ہوئے حضرت اقدس نے نشان آسمانی کے صفحہ نمبر ۲۷ پر ۳۴ نمبر پر آپ کا نام لکھا ہے۔ (۹)

(۲) جنگ مقدس ۲۲ مئی تا ۵ جون ۱۸۹۲ء امرتسر میں مباحثہ ہوا۔ اس مباحثہ کے طے کرنے کے لئے آپ نے خلیفہ نورالدین صاحب کو بھی بھجوایا۔

(۳) جنگ مقدس کے موقعہ پر فریقین حضرت اقدس اور ڈپٹی عبداللہ آتھم کی طرف سے پڑھے جانے والے پرچوں کے سوالات کے جوابات لکھنے کی سعادت پائی۔ آپ کے ساتھ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی تھے۔ (۱۰)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ لکھتے ہیں

''بیان کیا مجھ سے خلیفہ نورالدین صاحب جمونی نے کہا کہ آتھم کے مباحثہ میں مَیں بھی لکھنے والوں میں سے تھا۔

آخری دن جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آتھم کے متعلق پیشگوئی کا اعلان فرمایا تو آتھم نے خوف زدہ ہو کر کانوں کی طرف ہاتھ اٹھائے اور دانتوں میں انگلی لی اور کہا کہ میں نے تو دجال نہیں کہا۔''(۱۱)

حضرت اقدس کی دعا سے ایک لڑکے کی پیدائش: ''۱۸۹۳ء میں مَیں قادیان آیا ہوا تھا میری بیوی بھی میرے ساتھ تھی یہ میری دوسری بیوی تھی۔ اس کے بطن سے بہت سی اولاد پیدا ہوئی جو مر جاتی رہی۔ ان دنوں عورتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعا کے لئے عرض کرتی تھیں۔ پانچ چھ عورتوں کے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ وہ اولاد ہونے کے لئے دعا کے لئے عرض کرتی تھیں میری اہلیہ بھی اس معاملہ میں اپنی عرضداشت حضور کی خدمت میں پہنچاتی رہی تھی۔ کچھ عرصہ بعد جب میں جنگ مقدس والے مناظرہ میں حضور کے ساتھ امرتسر تھا مجھے گھر سے خط آیا کہ خربوزے اگر ملیں تو ہمارے لئے لیتے آؤ۔ میں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ میرے گھر میں امیدداری ہے اس کے کچھ عرصہ بعد (۱۲- دسمبر ۱۸۹۳ء کو) کو لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام عبدالرحیم ہے جو حضور کی دعا کا نتیجہ ہے۔''(۱۲)

جلسہ مذاہب عالم میں شرکت: جلسہ مذاہب عالم منعقدہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معرکۃ الآراء لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا تھا۔ اس تاریخی جلسہ میں آپ کو شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی بلکہ جب حضرت اقدس مضمون لکھوا رہے تھے تو آپ بھی مضمون کو صاف کرکے لکھنے والوں میں شامل تھے۔

حضرت سردار عبدالرحمٰن صاحب سابق مہر سنگھ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مساعی جمیلہ میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر امداد دیا کرتے تھے۔ سیالکوٹ، لاہور وغیرہ کے لیکچروں میں حاضر ہو کر ہر طرح امداد دیا کرتے تھے۔(۱۳)

ایک منفرد اعزاز---قبر مسیح کا انکشاف: آپ کو حضرت مسیح ناصری کی قبر کی دریافت کے حیرت انگیز انکشاف کا اعزاز حاصل ہوا۔ جن دنوں آپ سری نگر میں گشت کی ڈیوٹی پر تھے انہی دنوں آپ کو ایک قبر کے بارے میں علم ہوا کہ یہ قبر نبی صاحب کی قبر۔ یوز آصف شہزادہ نبی یا پیغمبر صاحب کی قبر کے نام سے مشہور تھی آپ نے اس کا ذکر حضرت مولوی نورالدین صاحب سے کیا۔ جب حضرت مولوی صاحب کشمیر کی ملازمت چھوڑ کر قادیان تشریف لا چکے تھے ایک دن حضرت اقدس کی مجلس میں حضرت عیسیٰؑ کو اونچی جگہ پر پناہ دینے کا ذکر ہوا تو حضرت مولوی صاحب نے خانیار سرینگر کی قبر کے واقعہ کے متعلق خلیفہ صاحب کی روایت بیان کی۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ نے آپ کو بلوایا اور اس قبر کے بارے مزید تحقیقات کرنے کا ارشاد فرمایا۔ خلیفہ صاحب نے مزید تحقیق کرکے اور کشمیر میں پھر کر ۵۶۰ علماء سے اس قبر کے متعلق شہادتیں جمع کرکے حضور کی خدمت میں پیش کر دیں جسے حضور نے بہت پسند فرمایا۔

حضرت اقدسؑ نے کشمیر میں حضرت مسیح ناصریؑ کی قبر کا انکشاف پہلی دفعہ اپنی کتاب ''راز حقیقت'' میں کیا۔ یہ کتاب ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی۔ حضرت اقدس نے حضرت خلیفہ نورالدین جمونی صاحب کی خدمت کا اعتراف اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں فرمایا ہے اور ملفوظات جلد اول صفحہ ۵۰۲ جدید ایڈیشن میں بھی آپ نے حضرت خلیفہ صاحب کا تعارف اپنے ایک ''ثقہ مرید'' کے طور پر کرایا ہے اور قبر مسیح کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔

حضرت خلیفہ صاحب بہت خوش خط تھے۔ چنانچہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے بہت سے مسودوں کو صاف کر کے حضور کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ چنانچہ خلیفہ صاحب کے خاندان کے پاس حضرت اقدس کے ہاتھ کا لکھا ہوا کشتی نوح اور نزول المسیح کا اصل مسودہ موجود ہے۔ نزول المسیح میں پوری ہونے والی پیشگوئیوں کے نقشہ کی تیاری کا حکم حضرت اقدسؑ نے حضرت خلیفہ صاحب اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو دیا بعد میں یہ نقشہ کتاب میں شامل کر لیا گیا۔ (۱۴)

مالی قربانی: جب بھی حضرت اقدسؑ کی طرف سے مالی قربانی کی تحریک ہوئی۔ آپ ہمیشہ اپنی حیثیت سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور اپنے زیر اثر دوستوں کو مالی قربانی کی تحریک کرتے رہتے۔ جب ۱۹۰۵ء میں جماعت میں نظام وصیت کا آغاز ہوا تو آپ بھی وصیت کر کے اس بابرکت نظام میں شامل ہو گئے آپ کا وصیت نمبر ۳۸۹ ہے۔

حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب حضرت خلیفہ صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ''میں نے دیکھا ہے کہ ایک ایک وقت میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پانچ پانچ سو روپیہ نذر پیش کیا۔ جب سے آپ نے مخیّر طور پر چندہ میں حصہ لینا شروع کیا تب سے آپ کے کاروبار میں بھی خداوند کریم نے ترقی پر ترقی دی۔'' (۱۵) حضرت اقدس نے مالی جہاد میں حصہ لینے کا خلیفہ صاحب کا ذکر مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۸۷ آئینہ کمالات صفحہ ۶۳۲ پر کیا ہے۔

درّثمین کی اشاعت: درّثمین جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے اشعار کا مجموعہ ہے سب سے پہلے شائع کرنے کی سعادت حضرت خلیفہ صاحب نے پائی۔ احباب آپ کو جامع درّثمین بھی کہا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے موقعہ پر آپ لاہور سے جنازہ کے ساتھ قادیان تشریف لے گئے۔ حضرت حکیم مولانا نورالدین ...... کے انتخاب خلافت میں شامل ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول ...... سے تو خلیفہ صاحب کو خاص لگاؤ تھا۔ خلافت کا سارا عرصہ کمال اطاعت سے بسر کیا پھر حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد ...... کے انتخاب میں شامل ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... کو بچپن سے ہی آپ جانتے تھے۔ اور ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ بعض رؤیا و کشوف میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... کے بارے میں آپ کو خبر دی گئی تھی۔ حضور نے بھی کئی خطبات اور تقاریر میں آپ کا ذکر فرمایا آپ جماعت احمدیہ جموں کے روح رواں تھے۔

وفات: آپ نے ۲ ستمبر ۱۹۴۲ء میں جموں میں تقریباً نوے سال کی عمر میں وفات پائی - روزنامہ الفضل نے احباب جماعت کو آپ کی وفات کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا-

''یہ خبر نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت خلیفہ نورالدین صاحب آف جموں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین سو تیرہ (رفقاء) میں سے تھے وفات پا گئے-..........حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے نماز جنازہ پڑھائی نعش کو کندھا دیا اور مقبرہ بہشتی تک ساتھ تشریف لے گئے - مرحوم مقبرہ بہشتی کے قطعہ خاص رفقاء میں دفن کئے گئے ہیں احباب بلندی درجات کے لئے دعا کریں''(۲۰)

اولاد: آپ نے چار شادیاں کیں- پہلی بیوی سے بیٹی غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی اے سابق مہر سنگھ دوسری بیوی سے خلیفہ عبدالرحیم صاحب سابق ہوم سیکرٹری ریاست جموں وکشمیر- ایک بیٹی امۃ اللہ صاحبہ اہلیہ میاں فیض احمد صاحب جموں- تیسری بیوی سے خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب کوئٹہ- چوتھی بیوی سے کوئی اولاد نہیں تھی-

حوالہ جات: (۱،۲،۳،۵،۷) بیان حضرت خلیفہ نورالدین صاحب جمونی رجسٹر روایات نمبر ۱۲ صفحہ ۵۸-۷۶ (۲) تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ ۳۷۹ (۶) حیات نور صفحہ ۱۱۸ از مولانا شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) (۸) تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۱۲۳ (۱۰) جنگ مقدس صفحہ ۴۵ (۱۱) سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ ۱۹۲ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے- (۱۲) تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ ۳۸۰ (۱۳) روزنامہ الفضل قادیان ۵ جنوری ۱۹۴۵ء (۱۴) ذکر حبیب صفحہ ۲۵۸ از حضرت مفتی محمد صادق صاحب

(۱۵) روحانی خزائن جلد ۱۸ نزول المسیح صفحہ ۵۸۹ (۱۶) روزنامہ الفضل ۵ ستمبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۱

آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مائیکل ڈمٹ (Michael Dummett) کے

''اسلامی اصول کی فلاسفی'' پر قابل قدر تاثرات

پروفیسر مائیکل انتھونی ڈمٹ کا تعارف: مکرم پروفیسر سعود احمد خاں صاحب لاس اینجلس امریکہ نے معروف فلاسفر پروفیسر مائیکل ڈمٹ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ مائیکل انتھونی ڈمٹ آکسفورڈ یونیورسٹی انگلستان کے مشہور استاد فلسفہ ہیں۔ ان کے فلسفہ کا تعلق منطق (Logic) سے ہے۔ اور اس میں ہی وہ Mathematical Philosophy میں ایک خاص مقام کے حامل ہیں اور بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ چنانچہ The Penguin Dictionary of Philosophy میں صفحہ نمبر ۱۵۳ پر ان کا تعارف یوں درج ہے:

"Dummett Micheal (1925-) Oxford Philosopher, Fellow of All Souls 1950, Wykeham Professor of Logic 1972-92 and a fellow of New College. Among engagement outside Philosophy, his active work against racism deserve sspecialmention."

ڈمٹ (۱۹۲۵) آکسفورڈ کے فلاسفر ۱۹۵۰ء میں آل سولز کے فیلو بنے اور ۱۹۷۹ء سے ۱۹۹۵ء تک وہ وائی کھم پروفیسر آف لاجک رہے۔ میو کالج کے فیلو ہیں۔ فلسفہ کے علاوہ نسلی امتیاز کے خلاف ان کا کام خاص طور پر قابل اعتراف ہے۔

اس تعارف کے بعد Mathematical Philosophy اور Logic میں جو ان کا کام ہے اس کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

انٹرنیشنل Who's Who اور برطانیہ کے قومی Who's Who کے مطابق وہ ۱۹۲۷ء میں برٹش اکیڈمی کے فیلو بنائے گئے۔ اور ۱۹۹۵ء میں Rolf Shock انعام سے نوازا گیا۔ بیرونی ممالک اور خاص طور پر امریکہ میں بھی ان کی علمی فضیلت کا اعتراف کیا گیا جہاں راک فیلر یونیورسٹی نیویارک، ہارورڈ یونیورسٹی اور پرنسٹن یونیورسٹی میں عملی استفادہ کے لئے ان کو مدعو کیا جاتا رہا۔ اور امریکہ کی اکیڈمی آف آرٹس اینڈ سائنس کا ۱۹۸۵ء سے اعزازی رکن بننے کا افتخار بھی حاصل ہے۔

مکرم پروفیسر سعود احمد خاں صاحب لاس اینجلس امریکہ نے اپنے ایک سفری دوست کو تعارف کے بعد اسلامی اصول کی فلاسفی کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ اور ان سے درخواست کی کہ اسے پڑھ کر اپنے تاثرات لکھئے گا۔ چنانچہ پروفیسر صاحب موصوف نے مذکورہ کتاب کے مطالعہ کے بعد ایک خط میں اپنے تاثرات کا اظہار یوں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"I have read "the Philosophy of the Teaching of Islam", and was deeply impressed by it. The Ahmadiyya Community Certainly had a very wise and very

eloquent founder. The book confirms my impression that the Community he founded is the most rational and thoughtful branch of Islam. I agree with a great deal in the book. I greatly liked the distinction drawn in the beginning of the book between the self that incites to evil, the reproving self and the self at rest. I think that this classification of stages of human development is absolutely right. I also agree that we need to distinguish between natural inclinations, which prompt behavior in accordance with the moral law and conscious reflective obedience to that law."

یعنی میں کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کو پڑھ کر بے حد متاثر ہوا ہوں۔ یقیناً احمدیہ جماعت کے بانی ایک عظیم عالی دماغ اور بہت فصیح البیان شخصیت کے مالک تھے۔ کتاب میرے اس تاثر کو ثابت کرتی ہے کہ یہ جماعت جو آپ نے قائم فرمائی...... تمام فرقوں میں سب سے زیادہ معقولیت پسند اور گہری سوچ کی حامل ہے۔ میں کتاب میں بیان فرمودہ مضامین سے بہت متفق ہوں۔ کتاب کے شروع میں نفس امارہ نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کی امتیازی تشریحات میرے لئے بہت دلکش تھیں۔ میرے خیال میں انسانی نفس کی اس تدریجی ترقی پر جو مضمون کتاب میں بیان ہوا وہ بالکل حقیقت پر مبنی ہے اور مجھے یہ بھی تسلیم ہے کہ ہمارے لئے انسانی جبلت کے طبعی میلانات کے اخلاقی اقدار کی طرح دکھائی دینے والے اظہار اور حالات کی مناسبت سے باشعور اخلاقی اظہار میں تمیز کرنا نہایت ضروری ہے۔

روحِ انسانی اور بعث بعد الموت پر جو مضمون ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے اس کی تائید میں پروفیسر ڈمّٹ نے اپنے اسی خط میں تحریر فرمایا:

"I am in entire agreement that human soul is created and is already potentially present at the first moment of conception. I was impressed by what was said about the need for the soul to inform a body.

There is great difficulty in traditional Christian teaching on this subject, which supposes that the soul can exist in a disembodied state between death and the general resurrection. It is hard to make a since of this, but it would be equally hard to suppose that that the soul simply ceased to exist during that interval since otherwise it is unclear whether the resurrected person would be the same individual as the one who had died and whose body had decayed."

یعنی میں اس بات سے کلی متفق ہوں کہ روح انسانی مخلوق ہے اور ماں کے رحم میں نطفہ کے قرار پا جانے کے ساتھ ہی وجود میں آ جاتی ہے۔ میں کتاب کے اس مضمون سے بھی متاثر ہوا ہوں جس کے مطابق روحِ انسانی کے لئے بہرحال ایک جسم کا ہونا ناگزیر ہے۔ اس مضمون میں عیسائیت کی روایتی تعلیم میں ایک قباحت ہے کیونکہ روح کا بعث بعد الموت تک کے درمیانی عرصہ میں بغیر جسم کے قائم رہنا ایک امر محال ہے ایسے ہی جس طرح یہ مانا جائے کہ جسم کے مرنے کے ساتھ روح بھی اپنا وجود کھو بیٹھتی ہے۔ مزید برآں اس طرح یہ بات مشتبہ ہو جاتی ہے کہ آیا دوبارہ جی اٹھا ہوا شخص وہی فرد ہے جس کا

جسم مرنے کے بعد گل سڑ گیا تھا۔

چونکہ پروفیسر ڈمٹ نے اپنے خط میں بعض استفسارات بھی کئے تھے اس لئے میں نے ان کے خط کے شکریہ میں جو خط لکھا اس میں قرآن مجید کی آیات کریمہ کی روشنی میں ان کے جوابات بھی عرض کر دیئے۔ اس پر انہوں نے ۱۴۔ اپریل ۱۹۹۸ء کو جو خط لکھا اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا ان پر کتنا اثر تھا کہ میرا خط جب پہنچا تو وہ اٹلی میں چار ہفتہ قیام کے لئے مع بیگم کے جا چکے تھے۔ واپسی پر جواب میں فرمایا:

"I returned with my wife to Oxford on the evening of 8th April from four weeks spent in Italy. I was delighted to find, among the very many letters that were waiting for me, your letter of 30th March.

Very thanks for writing so fully. I hope you will forgive me for writing very briefly in reply; you will understand that I have a great many letters to answer, since nothing was forwarded to me while I was in Italy. I sympathies and agree with a great deal that you say in your letter. All the quotations that you make from the Quran seem to me to be true; indeed, although, as you know, I am not myself Muslim, I have found that to be so for the greater part of the Quran. I think I ought to add that of all the branches of the Islamic religion, Ahmadiyya Movement has always seemed to me the most enlightened and reasonable. I do not believe that there is much disagreement between us concerning the matters on which you touch in your letter; but I hope you will forgive me, for the reason I give above, I do not say anything more detailed at present time.

Yours Sincerely, Michael Dummet.

یعنی میں اپنی اہلیہ کے ساتھ ۸۔ اپریل کی شام کو اٹلی میں چار ہفتے گزار کر آکسفورڈ پہنچا تو بڑی مسرت کے ساتھ ان ڈھیر سارے خطوط میں جو میرے انتظار میں وہاں جمع ہو گئے تھے آپ کا ۳۰ مارچ کا تحریر کردہ خط پایا۔

آپ نے اپنے خط میں جو کچھ لکھا ہے میں اس سے بہت حد تک اتفاق کرتے ہوئے اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ قرآن سے جو حوالے آپ نے تحریر کئے میرے نزدیک وہ سب صداقت پر مبنی ہیں اور باوجود اس بات کے'............ میں نے قرآن کے بیشتر حصے کو ایسا ہی پایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں میں یہ مزید اعتراف بھی کروں کہ تمام...... فرقوں میں احمدیہ موومنٹ (سلسلہ احمدیہ) مجھ کو ہمیشہ سب سے زیادہ روشن خیال اور معقول نظر آئی۔ میری دانست میں ہمارے درمیان ان امور کے متعلق جن پر آپ نے اظہار کیا ہے۔ اب کوئی خاص اختلاف کی گنجائش نہیں رہی۔ بہر حال میں امید کرتا ہوں کہ آپ مندرجہ بالا بیان کردہ وجہ تاخیر کی روشنی میں تفصیلی خط نہ لکھنے پر میری معذرت قبول کریں گے............ (آپ کا مخلص۔ مائیکل ڈمّٹ۔''

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

محمد ظفر اللہ خاں قائدِ اعظم کی نظر میں

مسٹر فرخ امین قائد اعظم کی سیرت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مجھے وہ دن ہمیشہ یاد رہے گا جب انہوں نے (قائد اعظم نے۔ ناقل) یو۔ این۔ او میں پاکستان کی نمائندگی کرنے کے لئے سر محمد ظفر اللہ خاں کو پورے اختیارات دینے کے لئے آخری سرکاری کاغذ پر دستخط کئے۔'' (ماہِ نو کراچی۔ نومبر ۱۹۴۸ء صفحہ ۳۸)

''جب قائدِ اعظم نے یہ چاہا کہ آپ پنجاب باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلمانوں کے وکیل کی حیثیت سے پیش ہوں اور ظفر اللہ خاں نے فوراً یہ خدمت سرانجام دینے کی حامی بھری۔ جو افراد کمیشن کے ارکان کی حیثیت سے جج بنا کر بٹھائے گئے تھے وہ باعتبار تجربہ و صلاحیت آپ کے مقابلہ میں طفلانِ مکتب سے زیادہ حیثیت نہ رکھتے تھے۔ لیکن قائدِ اعظم کی خواہش تھی کہ ظفر اللہ کمیشن کے سامنے ملّت کے وکیل کی حیثیت سے پیش ہوں۔ اس لئے آپ نے بلا تامّل یہ کام اپنے ذمہ لیا اور اسے ایسی قابلیت سے سرانجام دیا کہ قائدِ اعظم نے خوش ہو کر یو۔ این۔ او میں پاکستانی وفد کا قائد مقرر کر دیا۔ جس طرح آپ نے ملّت کی وکالت کا حق ادا کیا تھا اس سے آپ کا نام پاکستان کے قابلِ احترام خادموں کی فہرست میں شامل ہو چکا تھا۔

آپ نے ملک و ملّت کی جو شاندار خدمات سرانجام دیں تو قائدِ اعظم انہیں حکومتِ پاکستان کے اس عہدے پر فائز کرنے پر تیار ہو گئے جو باعتبار منصب وزیر اعظم کے بعد سب سے اہم اور وقیع عُہدہ شمار ہوتا ہے۔ قائدِ اعظم نے چوہدری صاحب کو بلا تامّل پاکستان کا وزیر خارجہ بنا دیا۔ لیکن ظفر اللہ کے ہاتھوں وہ زبردست کارنامہ انجام دینا باقی تھا جس سے اس کا نام تاریخ پاکستان میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔''

(روزنامہ نوائے وقت ۲۴ر اگست ۱۹۴۸ء)

○

ہجر میں جو بھی عید گزری ہے	اِک قیامت مزید گزری ہے
درد میں جو گھڑی بھی بیتی ہے	صَد مبارک، سعید گزری ہے
دیکھتے سنتے اُن کو غیبت سے	ایک مدت مدید گزری ہے
دے گئی ہے حیاتِ نو ہم کو	جو قیامت شدید گزری ہے
بات جو سچی سچی پیاری ہے	در کلامِ مجید گزری ہے
حمد سے ناس تک ہر اِک سورۃ	حمدِ ربِّ حمید گزری ہے
پاک لوگوں کے وہ عدو ٹھہرے	عمر جن کی پلید گزری ہے
کوئی فرعون ہو کہ ہو نمرود	اس کے اوپر وعید گزری ہے
ہر صدی سال اور گھڑی ہم کو	دے کے تازہ نوید گزری ہے
لمحہ لمحہ ترقیوں کا نزول	لحظہ لحظہ جدید گزری ہے
خطبہء عید سب جہاں میں ایک	کیسی عید سعید گزری ہے
صد مبارک مرے حبیب کو عید	یاد میں جس کی عید گزری ہے

کاش دنیا کہے ظفر کی عمر
مثل رجل رشید گزری ہے

راجہ نذیر احمد ظفر

قبر پرستی کی مشرکانہ بد رسم

مرسلہ: مکرم سید گلزار شاہ صاحب - چو برجی لاہور

اللہ تعالیٰ کے تمام مامورین اور مرسلین نے توحید الٰہی کی تعلیم دی ہے اور شرک سے روکا ہے اور ہر ایسے قول و فعل سے منع کیا ہے جس سے شرک کی بو آتی ہو- قران کریم میں واضح طور پر حکم دیا گیا ہے-

"وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا" (النساء- آیت: ۳۷)

کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ-

اسی طرح شرک کو بہت بڑا ظلم قرار دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ دوسرے گناہ معاف فرما دے گا- حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کے خلاف سخت نفرت دلائی اور ہر موقعہ و محل پر توحید کی تعلیم دی- آپؐ نے قبر پرستی اور بزرگوں کے مقبروں کو عبادت کی جگہ قرار دینے سے بھی سختی سے روکا چنانچہ اپنی وفات کے قریب بڑے کرب اور قلق سے یہود و نصاریٰ کی اس مشرکانہ رسم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَ النَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآءِهِمْ مَسَاجِدَ"

(بخاری کتاب المغازی باب مرض النبیؐ و وفاتہ)

کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا' اس طرح اپنی امت کے لئے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا کر شرک سے اجتناب کرنے کی تعلیم دی- حضرت مسیح موعودؑ قبر پرستی کی رسم کے متعلق فرماتے ہیں:-

''دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کتنے بڑے عظیم الشان نبی تھے- اور خدا تعالیٰ کے حضور ان کا کتنا بڑا درجہ اور رتبہ تھا- اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجائے خدا تعالیٰ کے حضور گرنے کے ابراہیمؑ کی پوجا کرتے- تو کیا ہوتا؟ کیا آپؐ کو وہ اعلیٰ درجہ کے مراتب مل سکتے جواب ملے ہیں؟ کبھی نہیں- پھر جبکہ ابراہیم علیہ السلام آپؐ کے بزرگ بھی تھے- اور آپؐ نے ان کی قبر پر جا کر یا بیٹھ کر ان سے کچھ نہیں مانگا اور نہ کسی اور قبر پر جا کر آپؐ نے اپنی کوئی حاجت پیش کی تو یہ کس قدر بے وقوفی اور بے دینی ہے کہ آج مسلمان قبروں پر جا کر ان سے مرادیں مانگتے ہیں- اور ان کی پوجا کرتے ہیں- اگر قبروں سے کچھ مل سکتا تو اس کے لئے سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبروں سے مانگتے -مگر نہیں مردہ اور زندہ میں جس قدر فرق ہے وہ بالکل ظاہر ہے- بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی مخلوق اور ہستی نہیں ہے جس کی طرف انسان توجہ کرے اور اُس

سے کچھ مانگے۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۲۴)

قبر پرستی کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... فرماتے ہیں:۔

''عورتوں میں بہت سی ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو شرک ہیں۔ قبروں پر چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں۔ چراغ جلائے جاتے ہیں۔ منتیں مانی جاتی ہیں۔ یہ سب شرک ہے۔ خدا تعالیٰ کے مقابلے میں کسی کو کھڑا کرنا شرک ہے۔ جو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ اور اس سے خدا تعالیٰ کا غضب بھڑک اٹھتا ہے۔ دیکھو اگر کوئی اپنے باپ کے سامنے کسی چوہڑے کو اپنا باپ کہے تو اس کے باپ کو کس قدر غصہ آئے گا۔ اور وہ کس قدر ناراض ہوگا۔ اسی طرح ایک ادنیٰ مخلوق کو جو خدا تعالیٰ کے مقابلے میں ایک کیڑے کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔ اپنا حاجت روا سمجھنا خدا تعالیٰ کی بہت بڑی ناراضگی کا موجب ہے۔''

(الازہار لذوات الخمار صفحہ ۴۲-۴۳)

قبر کو بوسہ دینے کے متعلق حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''جائز نہیں لغو بات ہے۔ اس قسم کی حرکات سے شرک شروع ہوتا ہے۔ اصل چیز نبی کی تعلیم پر عمل کرنا ہے۔ مگر لوگ اس کو چھوڑ کر لغو باتوں میں پڑ جاتے ہیں۔''

احمدی احباب ان مشرکانہ رسوم سے اگرچہ نفرت کرتے ہیں مگر حلقہ احباب میں نئے آنے والے یا کمزور ایمان والوں کو متوجہ کرنا چاہیے کہ وہ اپنے بزرگوں کے مزاروں اور قبروں پر مسنون دعائیں پڑھا کریں۔ اور کثرت سے درود شریف کا ورد کریں جو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پسندیدہ عمل ہے۔

تحریک ''کفالتِ یکصد یتامیٰ''

احبابِ جماعت کی راہنمائی کے لئے تحریر ہے کہ ایک یتیم بچے یا بچی کے تعلیمی اور دیگر اخراجات کا اندازہ خرچ -/۵۰۰ روپے سے -/۱۵۰۰ روپے ماہانہ ہے۔ آپ اپنی مالی وسعت کے لحاظ سے جو بھی رقم ماہوار مقرر کرنا چاہیں اس کی اطلاع سیکرٹری کمیٹی یکصد یتامیٰ کو کر دیں اور اس کے مطابق امانت کفالت یکصد یتامیٰ، خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی جماعت کی وساطت سے جمع کروائیں۔ رقم بذریعہ چیک/ ڈرافٹ یا منی آرڈر بنام سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ بھی بھجوائی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا مصداق بنائے ''أنا و كافل اليتيم كهاتين'' کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا ان دو انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ ہوں گے۔ آمین۔

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ)

ماہ دسمبر

(تاریخ احمدیت کے آئینے میں)

یکم دسمبر ۱۸۸۸ء	اشاعتِ ''سبز اشتہار'' اور بیعت کا اعلانِ عام۔
۳ر دسمبر ۱۹۰۵ء	وفات حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی۔
۳ر دسمبر ۱۹۸۱ء	وفات حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ۔
۷ر دسمبر ۱۹۱۷ء	حضرت مصلح موعود...... نے زندگی وقف کرنے کی پہلی تحریک فرمائی۔
۱۰ر دسمبر ۱۹۷۹ء	ڈاکٹر محمد عبدالسلام صاحب کو نوبل انعام ملا۔
۱۲ر دسمبر ۱۹۱۱ء	تقسیم بنگال کی تنسیخ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا الہام پورا ہوا۔
۱۵ر دسمبر ۱۹۲۶ء	لجنہ اماء اللہ کے تحت رسالہ ''مصباح'' کا اجراء۔
۱۸ر دسمبر ۱۹۲۸ء	ولادت حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
۱۹ر دسمبر ۱۹۹۱ء	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سوویں جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے قادیان تشریف لے گئے۔
۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء	رسالہ ''الوصیت'' کی اشاعت۔ بہشتی مقبرہ کا قیام اور اس میں دفن ہونے کی شرائط کا اعلان۔
۲۱ دسمبر ۱۹۶۵ء	فضل عمر فاؤنڈیشن تحریک کا اعلان۔
۲۵ دسمبر ۱۹۲۲ء	لجنہ اماء اللہ کا قیام۔
۲۵ دسمبر ۱۹۴۴ء	مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے پہلے اجتماع کا افتتاح۔
۲۶ دسمبر سے ۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء	جلسہ مذاہب عالم میں لیکچر ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' اور ''مضمون بالا رہا'' کا الہام پورا ہوا
۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء	جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ۔ ۷۵ احباب کی شرکت۔
۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۴۷ء	جماعت احمدیہ پاکستان کا پہلا جلسہ سالانہ لاہور میں ہوا۔
۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء	خلافت جوبلی کے موقع پر پہلی مرتبہ ''لوائے احمدیت'' لہرایا گیا۔
۲۸ دسمبر ۱۹۶۱ء	وفات حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔
۲۸ دسمبر ۱۹۷۳ء	حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے صدسالہ جوبلی منصوبے کا اعلان فرمایا۔
دسمبر ۱۹۵۷ء	وقفِ جدید کا اجراء۔

مرتبہ: مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب گلشن اقبال شرقی کراچی

ایم-ٹی-اے-کی افادیت

از: مکرم عبدالحمید چوہدری گارڈن ٹاؤن لاہور

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے دین کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اس زمانہ میں مامور ہونے کا دعویٰ کیا- جب ذرائع ابلاغ بہت کم تھے- اور یوں بھی قادیان کی گمنام اور دور افتادہ بستی تھی جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' ایک قلیل عرصہ بعد ہی یہ آسمانی آواز پنجاب اور برصغیر کی حدود کو پھلانگتی ہوئی- یورپ امریکہ اور افریقہ کے براعظموں تک پہنچ گئی- اس زمانہ میں اخبارات اور لٹریچر کی اشاعت سے یہ کام ہوا- ابھی ایک صدی پوری نہ ہوئی تھی خدائی وعدہ پورا ہونے کے لئے غیر معمولی اسباب پیدا ہوئے- اور ایم ٹی اے کے قیام کی خوشخبری جماعت کو ملی اور پھر بہت جلد اس کی نشریات کا وقت تین گھنٹے سے بارہ گھنٹے ہوا اور پھر ۲۴ گھنٹے اس کی نشریات کا پوری دنیا میں پہنچنے کا حیرت انگیز اعلان ہوا اور اب خدا کے فضل وکرم سے ایم ٹی اے کی نشریات ۲۴ گھنٹے زمین کے کناروں تک پہنچ رہی ہیں- ان نشریات میں چوبیس گھنٹے سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کا منجانب اللہ ہونا اور اس دین کا مکمل ضابطہ حیات ہونا ثابت کیا جارہا ہے-

ہر جمعہ کو قرآن کریم کی تفسیر اور احادیث کی تشریحات پر مشتمل حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات براہ راست اس کی سکرین پر آتے ہیں- اور پوری دنیا بیک وقت مستفید ہورہی ہوتی ہے- درس القرآن، لقاء مع العرب، لجنہ سے ملاقات میں سوال و جواب، اردو کلاس کا بے تکلفانہ انعقاد، خوبصورت قرات میں تلاوت اور ترجمہ اور دیگر نظم ونثر پر مشتمل دلفریب پروگرام، واقفین نو کے پروگرام تو روزمرہ کا کام ہے مگر دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں جماعت کے جلسہ ہائے سالانہ کی جھلکیاں جن میں دنیا بھر کے دور دراز ممالک کے لوگ شامل ہوتے ہیں- یہ مناظر اس وقت اور بھی انتہائی دلکش ہوجاتے ہیں- جب خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ عالمی بیعت لیتے ہیں- اور اس کے بعد سجدہ شکر کا منظر جو کہ تمام دنیا میں ہورہا ہوتا ہے یہ کیفیت احاطہ تحریر میں لانا مشکل کام ہے- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے'' کا عملاً پورا ہونے کا نشان اور حضرت اقدسؑ کے لباس مبارک کے کپڑے کو بادشاہ ادب واحترام سے وصول کر کے آنکھوں سے لگاتے اور چومتے ہیں-

ایم ٹی اے کی برکت سے گھر بیٹھے تربیت اور حسن معاشرت کے اہم مسائل حل ہوتے ہیں اور یوں نئی نسل کی بہتر رنگ میں تربیت ہورہی ہے- جسمانی صحت کے لئے ہومیو پیتھک کی کلاسیں ایم ٹی اے پر ہوتی ہیں- ان کلاسوں سے ہر کس و ناکس بلا لحاظ مذہب وملت فائدہ اٹھاتا ہے- یہ برکات ان گنت ہیں جن سے جماعت احمدیہ کی علمی، اخلاقی اور روحانی تربیت ہورہی ہے- الحمد للہ

تہذیب وشائستگی

از: مکرم پروفیسر منصور ناصر گارڈن ٹاؤن لاہور

ہر معاشرہ کے اپنے رسوم ورواج روایات اور مذہبی تعلیمات کے مطابق کچھ معاشرتی آداب وتہذیب کے اصول ہوتے ہیں۔ جن پر اس معاشرہ کے لوگ اپنی تعلیم، مزاج اور تربیت کے مطابق عمل پیرا ہوتے ہیں۔ عموماً ان آداب پر کار بند نہ ہونا بدتہذیبی اور جہالت سمجھا جاتا ہے۔ اور ایسے افراد کو معاشرہ میں عزت اور قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ ہمارا معاشرہ چونکہ مشرقی اور دینی ہے اس لئے ہمارے معاشرتی آداب اور دینی تعلیمات اس علاقہ میں صدیوں سے رائج اصولوں کے آئینہ دار ہیں۔ مثلاً بڑوں کا احترام، چھوٹوں سے شفقت، ہمسایہ کے دکھ سکھ کا خیال رکھنا، کسی کے دروازہ پر تین مرتبہ سے زیادہ دستک نہ دینا، سواری میں بزرگ، بیمار اور خاتون کو پہلے نشست دینا، بلا امتیاز اجنبی یا واقف کار کے ہر ملنے والے کو سلام کرنا، بیمار کے آرام میں مخل نہ ہونا وغیرہ اگر معاشرتی آداب کی نوعیت اور افادیت کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان آداب کا بنیادی مقصد انسان کی عزت وتوقیر اور اس کے ساتھ ہمدردی وتعاون ہے نہ یہ کہ ذلت، تکلیف یا بے آرامی اور دکھ کا باعث ہے معاشرتی آداب کے دائرہ سے باہر ہے۔ مثال کے طور پر اس وقت ہمارے معاشرہ میں یہ غلط دستور جسے معاشرتی بے ادبی کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اتنی تیزی سے پھیل رہا ہے کہ اب اسے بے ادبی، غلطی یا گناہ سمجھنے کی بجائے اسے غیر ضروری اور معمول سمجھا جانے لگا ہے۔ یہ عام رواج ہے کہ ''کہہ دو کہ میں گھر پر موجود نہیں ہوں'' ظاہر ہے کہ موجود ہے۔ یہ ایک طرح کا جھوٹ ہے۔ اس جھوٹ کی ذمہ داری جہاں بولنے والے پر عائد ہوتی ہے وہاں اس شخص پر بھی عائد ہوتی ہے جو اسے یہ جھوٹ بولنے پر مجبور کر رہا ہے۔ ہم لوگ جب کسی سے ملنا چاہتے ہیں تو اس سے ملاقات کے وقت کا تعین کئے بغیر اور یہ دیکھے بغیر کہ یہ اس کے آرام یا کام کا وقت ہے اس کے گھر جا دھمکتے ہیں اور پر امید ہوتے ہیں کہ اپنے آرام یا مصروفیت کا خیال کئے بغیر ہم سے فوراً ملاقات پر تیار ہو جائے۔ اب اگر وہ شخص دل میں برا مناتے ہوئے گھر محض وضع داری نبھانے کے لئے ملاقات پر آمادہ ہو جاتا ہے تو منافقت کا خطاوار ہوتا ہے اور اگر یہ کہہ کر کہ ''کہہ دو کہ میں گھر پر موجود نہیں ہوں'' ملاقات سے انکار کرتا ہے تو جھوٹ کا مرتکب ہوتا ہے۔ ایسی ناخوشگوار صورت حال سے بچنے کے لئے ہمیں چاہیئے کہ جب ہم کسی سے ملاقات کی ضرورت محسوس کریں تو پہلے اس شخص سے ٹیلی فون، خط یا کسی اور ذریعہ سے باقاعدہ ملاقات کے وقت کا تعین کریں اور اگر وہ شخص گھر میں موجود ہونے کے باوجود صاف الفاظ میں اپنی کسی مجبوری کی بناء پر ملنے سے محترز ہو تو ہمیں کشادہ دلی کے ساتھ اس کی معذرت کو قبول کرتے ہوئے واپس جانا چاہیئے۔ اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو کسی کے دروازہ پر تین بار دستک دینے کے بعد جواب نہ ملنے کی صورت میں واپس لوٹ جانے کی تعلیم میں یہی حکمت مضمر ہے۔ اور یہ ہر دو کی عزت وتوقیر کا موجب ہے۔

بسلسلہ تعلیمی نصاب سہ ماہی چہارم ۲۰۰۲ء

تعارف کتاب ''انوارِ خلافت''

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... نے ۲۸ دسمبر 1915ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر انوار خلافت کے موضوع پر خطاب فرمایا اس خطاب میں حضور نے تفصیل سے بتایا ہے کہ فتوحات کے زمانہ میں الٰہی جماعتوں کو کس قسم کے خطرات کا سامنا ہوتا ہے۔ اور ان خطرات سے بچنے کے لئے کیا کرنا چاہئیے۔

سورۃ نصر کے اہم نکات: سورۃ النصر کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... فرماتے ہیں:

''اس سورۃ میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہ بات بتائی ہے کہ اگر وہ اس پر غور و فکر اور عملدرآمد کرتے تو ان پر وہ ہلاکت اور تباہی کبھی نہ آتی جو آج آئی ہوئی ہے اور نہ مسلمان پراگندہ ہوتے۔ نہ ان کی حکومتیں جاتیں۔ نہ اس قدر کشت و خون کی نوبت پہنچتی اور نہ ان میں تفرقہ پڑتا۔ اور اگر پڑتا تو اتنا جلدی اور اس عمدگی سے زائل ہو جاتا کہ اس کا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا لیکن افسوس کہ ان میں وہ تفرقہ پڑا جو باوجود گھٹانے کے بڑھا اور باوجود دبانے کے اُٹھا اور باوجود مٹانے کے ابھرا اور آخر اس حد تک پہنچ گیا کہ آج .... سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں فرقے موجود ہیں'' (صفحہ ۲)

''میں نے جب ان آیات پر غور کیا تو خدا تعالیٰ نے مجھے ایک عجیب بات سمجھائی اور وہ یہ کہ جب کسی قوم کو فتح حاصل ہوتی ہے اور مفتوح قوم کے ساتھ فاتح قوم کے تعلقات قائم ہوتے ہیں تو ان میں جو بدیاں اور برائیاں ہوتی ہیں وہ فاتح قوم میں بھی آنی شروع ہو جاتی ہیں'' (صفحہ ۴)

''فتح کے وقت لاکھوں انسان (دینِ حق) میں داخل ہوتے تھے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خطرہ دامن گیر ہوا کہ (لوگ) تعلیم میں ناقص نہ رہ جائیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اس کے متعلق یہ گُر بتا دیا کہ خدا کے آگے گر جاؤ اور اس کو کہو کہ آپ ہی اس کام کو سنبھال لے'' (صفحہ ٦)

مضمون کی اہمیت: حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کی مصلح موعودؓ کے بارہ میں یہ خبر بھی تھی کہ ''وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا'' اس کا ثبوت یہ مضمون بھی ہے جو خدا تعالیٰ نے آپ کو سکھایا چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''آپ لوگ اس مضمون کو غور سے سنیں اس کا کچھ حصہ علمی اور تاریخی ہے اس لئے ممکن ہے کہ بعض کو مشکل معلوم ہو لیکن یہ وہ بات ہے اور میں کامل یقین سے کہتا ہوں۔ یہ وہ بات ہے جو خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تو بیان فرمائی ہے لیکن

آج تک کسی نے اسے قرآن شریف سے سیکھ کر بیان نہیں کیا۔ مجھے خدا تعالیٰ نے سکھائی ہے اور اس بات کا موقع دیا ہے کہ آپ لوگوں کو سناؤں پس جو شخص اسے سنے گا اور پھر اس پر عمل کرے گا وہ کامیاب اور بامراد ہو جائے گا'' (صفحہ ۹)

فتوحات اور خطرات: آپ نے فتوحات کے وقت پیدا ہونے والے خطرات سے جماعت کو بار بار آگاہ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ''جس وقت ایک قوم ترقی کرتی اور کثرت سے پھیلتی ہے وہی زمانہ اس کے تنزل اور انحطاط کا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے فتح کے ساتھ ہی استغفار کا ارشاد فرمایا ہے۔ کیونکہ کسی قوم کے بڑھنے اور ترقی کرنے کا جو وقت ہوتا ہے وہی وقت اس کے تنزل کے اسباب کو بھی پیدا کرتا ہے اور جب کوئی قوم بڑھ جاتی ہے اسی وقت اس میں فساد اور فتنے بھی شروع ہو جاتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ قوم میں ایسے لوگ آ جاتے ہیں جو نبی کی خدمت اور صحبت میں نہیں رہے ہوتے اچھی طرح بدآلائشوں سے پاک وصاف نہیں ہوتے اور جنہیں وہ مشکلات پیش نہیں آئی ہوتیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں کو پاک کرنے کے لئے مقرر فرمائی ہوئی ہیں اس لئے وہ فتنہ فساد پیدا کرتے ہیں اور قوم کو تباہی کے گھاٹ اُتارنا چاہتے ہیں'' (صفحہ ۸-۹)

''پس تم لوگ تیار ہو جاؤ تا کہ تم بھی اس قسم کی غلطی کا شکار نہ ہو جاؤ کیونکہ اب تمہاری فتوحات کا زمانہ آ رہا ہے اور یاد رکھو کہ فتوحات کے زمانہ میں ہی تمام فسادات کا بیج بویا جاتا ہے جو اپنی فتح کے وقت اپنی شکست کی نسبت نہیں سوچتا اور اقبال کے وقت ادبار کا خیال نہیں کرتا اور ترقی کے وقت تنزل کے اسباب کو نہیں مٹاتا اس کی ہلاکت یقینی اور اس کی تباہی لازمی ہے۔ نبیوں کی جماعتیں بھی اس فساد سے خالی نہیں ہوتیں اور وہ بھی جب ترقی کرتی ہیں اور ایسے لوگ ان میں داخل ہوتے ہیں جنہوں نے نبی کی صحبت نہیں پائی ہوتی اور ان کا ایمان اتنا مضبوط نہیں ہوتا جتنا ان لوگوں کا ہوتا ہے جو نبی کی صحبت میں رہے ہوتے ہیں اور جن کی تربیت بوجہ اس کے کہ وہ جماعت در جماعت آ کر داخل ہوئے ہوتے ہیں نامکمل ہوتی ہے تو ان میں بھی فساد شروع ہو جاتا ہے جو آخر کار ان کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کر کے ان کے اتحاد کو توڑ دیتا ہے یا ان کی جڑ کو ایسا کھوکھلا کر دیتا ہے کہ آئندہ ان کی روحانی طاقتیں ضائع ہو جاتی ہیں'' (صفحہ ۱۰-۱۱)

جماعت کی ذمہ داریاں: آپ نے آئندہ فتوحات کی خبر دیتے ہوئے جماعت کو توجہ دلائی۔ فرمایا:

''تم لوگ یاد رکھو کہ آنے والا فتنہ بہت خطرناک ہے اس سے بچنے کے لئے بہت بہت تیاری کرو۔ پہلوں سے یہ غلطیاں ہوئیں کہ انہوں نے ایسے لوگوں کے متعلق حسن ظنی سے کام لیا جو بدظنیاں پھیلانے والے تھے'' (صفحہ ۱۰)

''تم عربی سیکھو تا کہ قرآن شریف کو سمجھ سکو'' (صفحہ ۱۶)

''تم بار بار قادیان آؤ اور آ کر قرآن سیکھو تا بعد میں آنے والوں کو سکھا سکو۔ اگر تم اس کے لئے تیار نہ ہوئے تو

یادرکھو کہ ایک عرصہ تک تو بیشک تمہیں عزت حاصل ہوگی لیکن ایسا زمانہ آئے گا جب کہ تم خاک میں ملائے جاؤ گے اور تم سے آنے والے لوگ جن میں خشیت اللہ نہ ہوگی وہی سلوک کریں گے.....'' (صفحہ ۱۶)

''دیکھو میں آدمی ہوں اور جو میرے بعد ہوگا وہ بھی آدمی ہی ہوگا جس کے زمانہ میں فتوحات ہوں گی وہ اکیلا سب کو نہیں سکھا سکے گا۔تم ہی لوگ ان کے معلم بنو گے۔ پس اس وقت تم خود سیکھو تا ان کو سکھا سکو۔ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ دنیا کے لئے پروفیسر بنا دیئے جاؤ اس لئے تمہارے لئے ضروری ہے اور بہت ضروری ہے کہ تم خود پڑھو تا آنے والوں کے استاد بن سکو۔ اگر تم نے خود نہ پڑھا تو ان کو کیا پڑھاؤ گے'' (صفحہ ۱۶)

مرکز کی عظمت اور مرکز میں آنے کی تلقین: آئندہ فتنوں سے بچنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... نے بار بار زور دیا کہ احباب مرکز آئیں اور بار بار آئیں آپ فرماتے ہیں:

''پس میں آپ لوگوں کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں اور فتنہ سے بچنے کا یہ طریق بتاتا ہوں کہ کثرت سے قادیان آؤ اور بار بار آؤ تا کہ تمہارے ایمان تازہ رہیں اور تمہاری خشیت اللہ بڑھتی رہے'' (صفحہ ۱۷)

''قادیان میں نہ صرف قرآن شریف علمی طور پر حاصل ہوتا ہے بلکہ عملی طور پر بھی ملتا ہے۔ یہاں خدا کے فضل سے پڑھانے والے ایسے موجود ہیں جو پڑھنے والے کے دل میں داخل کر دیں'' (صفحہ ۱۹)

''خدا تعالیٰ کا جن مرکزوں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے ان کے رہنے والوں کے ساتھ بھی وہ اپنے خاص فضل کا سلوک کرتا ہے...... پھر یہاں کی ایک ایک اینٹ ایک ایک مکان حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل ہے'' (صفحہ ۱۹)

''فرداً فرداً اسی کے لئے دعا کی تحریک پیدا ہوتی ہے جو بار بار سامنے نظر آئے۔ پس اس بات کو مدنظر رکھ کر بھی یہاں آؤ'' (صفحہ ۱۹)

''یہاں صرف مقام ہی کی برکتیں نہیں بلکہ اتحاد کی برکتیں بھی ہیں۔لیکن میں کہتا ہوں۔ اگر خدانخواستہ اتحاد نہ بھی ہو تو بھی یہاں آنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ وہ شخص جو یہاں نہیں آتا یاد رکھے کہ اس کا ایمان خطرہ میں ہے۔ پس وہ لوگ جو پرانے ہیں اور وہ بھی جو نئے ہیں یہاں بار بار آئیں۔ میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ ان کے یہاں آنے جانے کے روپے ضائع نہیں جائیں گے بلکہ خدا تعالیٰ انہیں واپس کر دے گا۔ اور بڑے نفع کے ساتھ واپس کرے گا......'' (صفحہ ۲۱)

(تلخیص از: مکرم فضل احمد شاہد صاحب)

اعلان: خریداران ماہنامہ ''انصاراللہ'' جن کو یاددہانی برائے چندہ کی چٹھیاں بھجوائی جا چکی ہے۔ سے گزارش ہے کہ رسالہ ماہنامہ انصاراللہ کا چندہ دسمبر ۲۰۰۲ء سے پہلے بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ (مینجر)

ضروری اعلان بابت ۳۱۳ رفقائے کرام بانی سلسلہ احمدیہؑ

۳۱۳ رفقائے بانی سلسلہ احمدیہؑ مندرجہ انجام آتھم کے کوائف وحالات جمع کئے جارہے ہیں۔ مندرجہ ذیل رفقاء بانی سلسلہ احمدیہؑ کے بارہ میں حالات کا علم نہیں ہوسکا۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان بزرگوں کے بارہ میں جس قدر معلومات ہوں (یا ان کی اولاد کے بارہ میں کچھ علم ہو) تو ادارہ ماہنامہ کو ان کے بارہ میں مطلع فرماویں۔ (ایڈیٹر ماہنامہ انصاراللہ)

(نوٹ) نمبر شمار بمطابق فہرست انجام آتھم دیئے گئے ہیں۔

۱۶	حضرت مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی رہتاس جہلم
۱۸	حضرت میاں عبدالخالق رفوگر۔ امرتسر
۴۴	حضرت سید محمد عسکری خان صاحب سابق اکسٹرا اسٹنٹ الہ آباد
۴۵	حضرت میرزا محمد یوسف بیگ صاحب سامانہ پٹیالہ
۴۶	حضرت شیخ شہاب الدین صاحب لودیانہ
۴۸	حضرت منشی حمید الدین صاحب لودیانہ
۴۹	حضرت میاں کرم الٰہی صاحب لودیانہ
۵۰	حضرت قاضی زین العابدین صاحب خانپور سرہند
۵۷	حضرت حاجی احمد صاحب بخارا
۶۱	حضرت میاں عبداللہ صاحب ٹھٹھہ شیر کا (سابق ضلع منٹگمری حال ساہیوال۔ ناقل)
۷۵	حضرت شیخ مسیح اللہ صاحب شاہجہانپوری
۷۸	حضرت شیخ مولا بخش صاحب ڈنگہ گجرات
۸۳	حضرت میاں عبداللہ خان صاحب برادر نواب خان صاحب جہلم
۸۶	حضرت بابو محمد بخش صاحب ہیڈ کلرک چھاؤنی انبالہ
۸۷	حضرت منشی رحیم بخش صاحب میونسپل کمشنر لدھیانہ
۸۸	حضرت منشی عبدالحق صاحب کراچی والا لدھیانہ
۹۲	حضرت مولوی فیض احمد صاحب لنگیاں والی گوجرانوالہ
۹۴	حضرت مولوی غلام صاحب امام الواعظین منی پور آسام
۹۵	حضرت رحمٰن شاہ ناگپور ضلع چاندہ درڈرہ
۹۷	حضرت منشی فتح محمد مع اہلبیت بزدار لیہ ڈیرہ اسمٰعیل خان
۱۰۰	حضرت منشی پیر بخش صاحب مرحوم جالندھر
۱۰۲	حضرت حاجی عصمت اللہ صاحب لودیانہ
۱۰۴	حضرت منشی ابراہیم صاحب لودیانہ
۱۰۵	حضرت منشی قمر الدین صاحب لودیانہ
۱۰۹	حضرت منشی تاج محمد خان صاحب لودیانہ
۱۱۰	حضرت سید محمد ضیاء الحق صاحب روپڑ

۱۱۵	حضرت شیخ چراغ علی نمبردار تھہ غلام علی
۱۱۶	حضرت محمد اسمٰعیل غلام کبریا صاحب فرزند رشید مولوی محمد احسن صاحب امروہوی
۱۱۷	احمد حسن صاحب فرزند رشید مولوی محمد احسن صاحب امروہوی
۱۱۸	حضرت سیٹھ احمد عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا تاجر مدراس
۱۱۹	حضرت سیٹھ صالح محمد صاحب حاجی اللہ رکھا تاجر مدراس
۱۲۰	حضرت سیٹھ ابراہیم صاحب صالح محمد اللہ رکھا مدراس
۱۲۱	حضرت سیٹھ عبدالحمید صاحب حاجی ایوب اللہ رکھا مدراس
۱۲۲	حضرت حاجی مہدی صاحب عربی بغدادی نزیل مدراس
۱۲۳	حضرت سیٹھ محمد یوسف صاحب حاجی اللہ رکھا مدراس
۱۲۴	حضرت مولوی سلطان محمود صاحب میلا پور مدراس
۱۲۵	حضرت حکیم محمد سعید صاحب میلا پور مدراس
۱۲۶	حضرت منشی قادر علی صاحب میلا پور مدراس
۱۲۷	حضرت منشی غلام دستگیر صاحب میلا پور مدراس
۱۲۸	حضرت منشی سراج الدین صاحب ترس کیہڑی مدراس
۱۲۹	حضرت قاضی غلام مرتضٰی صاحب اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر مظفر گڑھ حال پنشنر
۱۳۶	حضرت مولوی شہاب الدین صاحب غزنوی کابل
۱۴۱	حضرت منشی نصیر الدین صاحب لونی حال حیدر آباد
۱۴۸	حضرت میرزا ابراہیم بیگ صاحب مرحوم سامانہ پٹیالہ
۱۵۲	حضرت منشی اللہ بخش صاحب لودیانہ
۱۵۳	حضرت حاجی منشی ملا نظام الدین صاحب لودیانہ
۱۵۴	حضرت عطاء الٰہی غوث گڑھ پٹیالہ
۱۵۵	حضرت مولوی نور محمد صاحب مانگٹ۔ پٹیالہ
۱۵۶	حضرت مولوی کریم اللہ صاحب امرتسر
۱۶۵	حضرت میاں اللہ دتا صاحب جموں
۱۶۸	حضرت مولوی حکیم نور محمد صاحب موکل
۱۶۹	حضرت محمد بخش صاحب کوٹ قاضی
۱۷۰	حضرت چوہدری شرف الدین صاحب کوٹلہ فقیر جہلم

۱۷۲	حضرت مولوی محمد افضل صاحب کملہ گجرات
۱۷۴	حضرت مولوی غلام جیلانی صاحب گھڑانواں جالندھر
۱۸۰	حضرت میاں عبدالصمد صاحب نارووال
۱۸۳	حضرت میاں محمد صاحب جہلم
۱۸۵	حضرت میاں عباس خاں کھوہار گجرات
۱۸۷	حضرت میاں اللہ دتہ خان صاحب اڑیالہ جہلم
۱۹۳	حضرت میاں علم الدین صاحب کوٹلہ فقیر جہلم
۱۹۴	حضرت قاضی میر محمد صاحب کوٹ کھلیان
۱۹۶	حضرت میاں سلطان محمد صاحب گوجرانوالہ
۱۹۹	حضرت مولوی عنایت اللہ مدرس مانانوالہ
۲۰۱	حضرت مولوی احمد جان صاحب مدرس گوجرانوالہ
۲۰۳	حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب کھیوال جہلم
۲۰۶	حضرت سید محمود شاہ صاحب فتح پور گجرات
۲۱۳	حضرت منشی امام الدین صاحب کلرک لاہور
۲۱۸	حضرت عالم شاہ صاحب کھاریاں گجرات
۲۲۳	حضرت میاں عبدالصمد صاحب سنور
۲۲۴	حضرت منشی عطا محمد صاحب سیالکوٹ
۲۲۹	حضرت ماسٹر غلام محمد صاحب سیالکوٹ
۲۳۰	حضرت حکیم محمد دین صاحب سیالکوٹ
۲۳۳	حضرت منشی محمد دین صاحب سیالکوٹ
۲۳۵	حضرت میاں خدا بخش صاحب بٹالہ
۲۳۷	حضرت محمد حسین صاحب لنگیاں والی گوجرانوالہ
۲۴۳	حضرت منشی سرفراز خان صاحب جھنگ
۲۴۶	حضرت حافظ محمد سعید صاحب بھیرہ حال لندن
۲۵۸	حضرت مولوی حافظ محمد صاحب بھیرہ حال کشمیر
۲۶۳	حضرت سید دلدار علی صاحب بلہور کانپور
۲۶۴	حضرت سید رمضان علی صاحب بلہور کانپور
۲۶۵	حضرت سید جیون علی صاحب پلول حال الہ آباد
۲۶۶	حضرت سید فرزند حسین صاحب چاند پور الہ آباد
۲۶۷	حضرت سید اہتمام علی صاحب موہرونڈا الہ آباد
۲۶۸	حضرت حاجی نجف علی صاحب کڑہ محلہ الہ آباد
۲۶۹	حضرت شیخ گلاب صاحب کڑہ محلہ الہ آباد

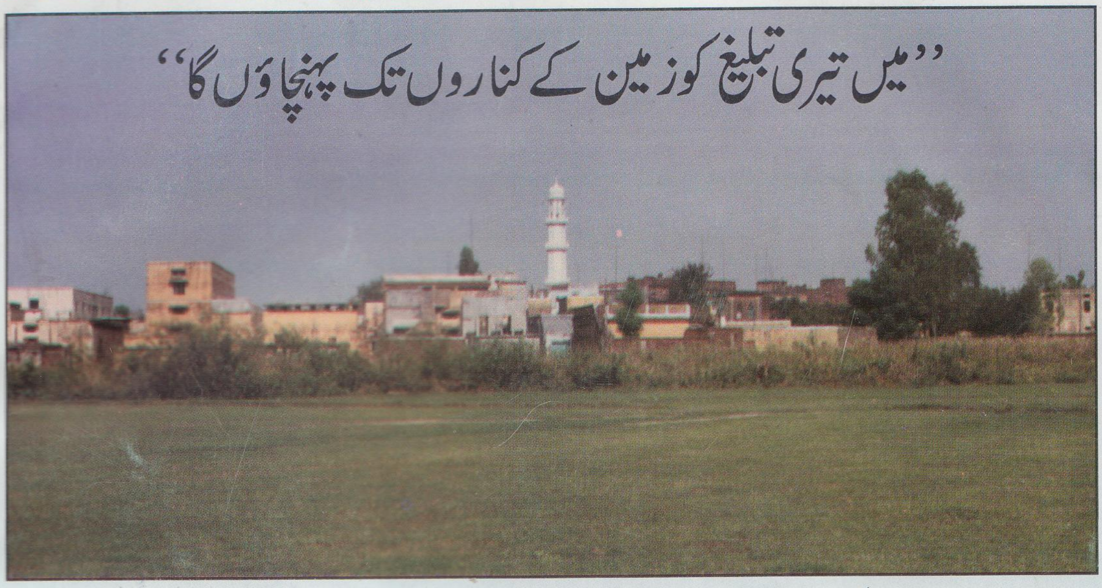
۲۷۰	حضرت شیخ خدا بخش صاحب کڑہ محلہ الہ آباد
۲۷۲	حضرت میاں عطا محمد صاحب سیالکوٹ
۲۷۳	حضرت میاں محمد دین صاحب جموں
۲۷۴	حضرت میاں محمد حسن صاحب عطا ولد بیانہ
۲۷۵	حضرت نیاز علی صاحب بدایوں حال رامپور
۲۷۶	حضرت ڈاکٹر عبدالشکور صاحب سرسہ
۲۷۷	حضرت شیخ حافظ الہ دین صاحب بی اے جھاوریاں
۲۸۰	حضرت مولوی عبدالحکیم صاحب دھارووار علاقہ بمبئی
۲۸۲	حضرت عبدالرحمٰن صاحب پٹواری ۔سنوری
۲۸۳	حضرت برکت علی صاحب مرحوم تھہ غلام نبی
۲۸۴	حضرت شہاب الدین صاحب تھہ غلام نبی
۲۸۶	حضرت مولوی غلام حسن مرحوم دینانگر
۲۸۷	حضرت نواب دین صاحب مدرس دینانگر
۲۹۱	حضرت سید محمد آفندی ترکی
۲۹۲	حضرت عثمان عرب صاحب طائف شریف
۲۹۳	حضرت عبدالکریم صاحب مرحوم چمارو
۲۹۴	حضرت عبدالوہاب صاحب بغدادی
۲۹۶	حضرت عبدالعزیز صاحب عرف عزیز الدین ناسنگ
۲۹۸	حضرت محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس کالکا ریلوے
۲۹۹	حضرت احمد دین صاحب چک کھاریاں
۳۰۳	حضرت شیخ حرمت علی صاحب کراری الہ آباد
۳۰۴	حضرت میاں نور محمد صاحب غوث گڑھ پٹیالہ
۳۰۶	حضرت حسینی خاں صاحب الہ آباد
۳۰۷	حضرت قاضی رضی الدین صاحب اکبر آباد
۳۰۸	حضرت سعد اللہ خان صاحب الہ آباد
۳۰۹	حضرت مولوی عبدالحق صاحب ولد مولوی فضل حق صاحب مدرس سامانہ پٹیالہ
۳۱۰	حضرت مولوی حبیب اللہ صاحب مرحوم محافظ دفتر پولس جہلم
۳۱۱	حضرت رجب علی صاحب پنشنر ساکن جھونسی کہنہ ضلع الہ آباد
۳۱۲	حضرت ڈاکٹر سید منصب علی صاحب پنشنر الہ آباد
۳۱۳	حضرت میاں کریم اللہ صاحب سارجنٹ پولس جہلم

ھم آن ملیں گے متوالو!

(کلام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ہم آن ملیں گے متوالو! بس دیر ہے کل یا پرسوں کی
تم دیکھو گے تو آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دید کے ترسوں کی
ہم آمنے سامنے بیٹھیں گے۔ تو فرطِ طرب سے دونوں کی
آنکھیں ساون برسائیں گی۔ اور پیاس بجھے گی برسوں کی
تم دُور دُور کے دیسوں سے۔ جب قافلہ قافلہ آؤ گے
تو میرے دل کے کھیتوں میں۔ پھولیں گی فصلیں سرسوں کی
یہ عشق و وفا کے کھیت رضا کے خوشوں سے لد جائیں گے
موسم بدلیں گے۔ رُت آئے گی ساجن پیار کے درسوں کی
مرے بھولے بھالے حبیب مجھے۔ لکھ لکھ کر کیا سمجھاتے ہیں
کیا ایک اُنہی کو دکھ دیتی ہے۔ جُدائی لمبے عرصوں کی؟
یہ بات نہیں وعدوں کے لمبے لیکھوں کی۔ تم دیکھو گے
ہم آئیں گے۔ جھوٹی نکلے گی، لاف، خدا نا ترسوں کی
دُور ہوگی کُلفَت عرصوں کی اور پیاس بجھے گی برسوں کی
ہم گیت ملن کے گائیں گے پھولیں گی فصلیں سرسوں کی

Monthly
ANSARULLAH
December 2002
Ph: 04524-212982
EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR
Regd. # : CPL - 92



میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا



فوجی (FUJI) پہاڑ کے دامن میں شرکاء جلسہ سالانہ جاپان ۱۹۹۰ء